حافظ زبیر علیزئی

دین میں تقلید کا مسئلہ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الأمين ، أما بعد :

اہل حدیث اور اہل تقلید کے درمیان ایک بنیادی اختلاف: مسئلۂ تقلید ہے۔اس مضمون میں مسئلۂ تقلید کا جائزہ اور آخر میں ماسٹر محمد امین اوکاڑوی دیوبندی صاحب کے شبہات ومغالطات کا جواب پیشِ خدمت ہے۔

تقلید پر بحث کرنے سے پہلے اس کا مفہوم جاننا انتہائی ضروری ہے۔

تقلید کا لغوی معنی:

لغت کی ایک مشہور کتاب ''المعجم الوسیط'' میں لکھا ہوا ہے کہ:

''و ___(قلد)___فلاناً:اتبعه فيما يقول أو يفعل ، من غير حجة ولا دليل ''

ترجمہ: اور فلاں کی تقلید کی: بغیر حجت اور دلیل کے اس کے قول یا فعل کی اتباع کی۔

(ص ۷۵۴ مطبوعہ: دارالدعوۃ، مؤسسۃ ثقافیۃ استنبول، ترکی)

دیوبندیوں کی لغت کی مستند کتاب ''القاموس الوحید'' میں لکھا ہوا ہے کہ:

'' قلّد.. فلا ناً : تقلید کرنا، بلا دلیل پیروی کرنا، آنکھ بند کر کے کسی کے پیچھے چلنا''

(ص ۱۳۴۶ ا، مطبوعہ: ادارہ اسلامیات لاہور کراچی)

''التقلید : بے سوچے سمجھے یا بے دلیل پیروی (۲) نقل (۳) سپردگی''

(القاموس الوحید ص ۱۳۴۶ ب)

''مصباح اللغات'' میں لکھا ہوا ہے کہ:

''وقلّده فی کذا : اس نے اس کی فلاں بات میں بغیر غور وفکر کے پیروی کی'' (ص ۷۰۱ ج)

عیسائیوں کی ''المنجد'' میں ہے کہ:

'' قلّده فی کذا : کسی معاملے میں بلا غور وفکر کسی کی پیروی کرنا''

(المنجد، عربی اردو ص ۱۳۱ ب مطبوعہ: دارالاشاعت کراچی)

''حسن اللغات (جامع) فارسی اردو'' میں لکھا ہوا ہے کہ:

''۔۔۔(۴) بے دلیل کسی کی پیروی کرنا (ص ۲۱۶، ا)

جامع اللغات اردو میں ہے کہ:

''تقلید: پیروی کرنا، قدم بقدم چلنا، بغیر تحقیق کے کسی کی پیروی کرنا''

(۱۶۶اب مطبوعہ: دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی نمبرا)

لغت کی ان تعریفات وتشریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ (دین میں) بے سوچے سمجھے، آنکھیں بند کر کے، بغیر دلیل وبغیر حجت، بغیر غور وفکر کسی شخص کی (جو نبی نہیں ہے) پیروی واتباع کرنا تقلید کہلاتا ہے۔

تنبیہ: لغت میں تقلید کے اور بھی معانی ہیں، تاہم دین میں تقلید کا یہی مفہوم ہے جو اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔

تقلید کا اصطلاحی معنی:

حنفیوں کی معتبر کتاب ''مسلم الثبوت'' میں لکھا ہوا ہے کہ:

" التقليد : العمل بقول الغير من غير حجة كأخذ العامي والمجتهد من مثله ، فالرجوع إلى النبي عليه الصلوة والسلام أو إلى الإجماع ليس منه وكذا العامي إلى المفتي والقاضي إلى العدول لا يجاب النص ذلک عليهما لكن العرف على أن العامي مقلد للمجتهد ، قال الإمام : وعليه معظم الأصوليين " الخ

تقلید: (نبی ﷺ کے علاوہ) غیر (یعنی امتی) کے قول پر بغیر حجت (دلیل) کے عمل (کا نام) ہے۔ جیسے عامی (جاھل) اپنے جیسے عامی اور مجتہد کا قول لے لے۔ پس نبی علیہ الصلوۃ والسلام اور اجماع کی طرف رجوع کرنا اس (تقلید) میں سے نہیں ہے۔ اور اسی طرح عامی کا مفتی کی طرف رجوع کرنا اور قاضی کا گواہوں کی طرف رجوع کرنا تقلید میں سے نہیں ہے کیونکہ اسے نص (دلیل) نے واجب کیا ہے لیکن عرف یہ ہے کہ عامی مجتہد کا مقلد ہے۔ امام (امام الحرمین: من الشافعیہ) نے کہا: اور اسی (تعریف) پر علمِ اصول کے عام علماء (متفق) ہیں۔ الخ (مسلم الثبوت ص۲۸۹ طبع ۱۳۱۶ھ وفواتح الرحموت ج۲ص۴۰۰)

حنفیوں کی معتبر کتاب ''فواتح الرحموت'' میں لکھا ہوا ہے کہ:

" (فصل : التقليد العمل بقول الغير من غير حجة) متعلق بالعمل والمراد بالحجة حجة من الحجج الأربع وإلا فقول المجتهد دليله وحجته (كأخذالعامي)من المجتهد (و) أخذ (المجتهد من مثله فالرجوع إلى النبى عليه)وآله وأصحابه (الصلوة والسلام أو إلى الإجماع ليس منه)فإنه رجوع إلى الدليل (وكذا) رجوع (العامي إلى المفتى والقاضي إلى العدول) ليس هذا الرجوع نفسه تقليداً وإن كان العمل بما أخذوا بعده تقليداً (لا يجاب النص ذلک عليهما) فهو عمل بحجة لا بقول الغير فقط (لكن العرف) دل (على أن العامي مقلد للمجتهد) بالرجوع إليه (قال الإمام) إمام

الحرمين (وعليه معظم الأصوليين) وهو المشتهر المعتمد عليه " الخ (فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت فی أصول الفقه ج۲ص۴۰۰)

ابن ہمام حنفی (متوفی ۸۶۱ھ) نے لکھا ہے کہ:

" مسألة : التقليد العمل بقول من ليس قوله إحدي الحجج بلا حجة منها فليس الرجوع إلى النبی ﷺ والإجماع منه "

مسئلہ: تقلید اس شخص کے قول پر بغیر دلیل کے عمل کو کہتے ہیں جس کا قول (چار) دلائل میں سے نہیں ہے، پس نبی ﷺ اور اجماع کی طرف رجوع تقلید میں سے نہیں ہے (تحریر ابن ہمام فی علم الاصول ج ۳ ص ۴۵۳)

اس کی تشریح کرتے ہوئے ابن امیر الحاج (حنفی، متوفی ۸۷۹ھ) نے لکھا ہے کہ:

(مسألة : التقليد العمل بقول من ليس قوله إحدى الحجج) الأربع الشرعية (بلا حجة منها فليس الرجوع إلى النبی ﷺ والإجماع منه)أي من التقليد ، على هذالأن كلاً منها حجة شرعية من الحجج الأربع ، وكذا ليس منه على هذا عمل العامي بقول المفتي و عمل القاضي بقول العدول لأن كلاً منهما وإن لم يكن إحدى الحجج فليس العمل به بلا حجة شرعية لا يجاب النص أخذ العامي بقول المفتی، وأخذ القاضي بقول العدول .."

(كتاب التقرير والتحبير فی علم الأصول ج ۳ ص ۴۵۳، ۴۵۴)

قاضی محمد اعلیٰ تھانوی حنفی (متوفی ۱۱۹۱ھ) نے لکھا ہے کہ:

" التقليد :.. الثاني العمل بقول الغير من غير حجة وأريد بالقول ما يعم الفعل و التقرير تغليباً ولذا قيل فی بعض شروح الحسامي التقليد اتباع الإنسان غيره فيمايقول أو يفعل معتقداً للحقية من غير نظر إلى الدليل كأن هذا المتبع جعل قول الغير أو فعله قلادة فی عنقه من غير مطالبة دليل كأخذ العامي والمجتهد بقول مثله أي كأخذ العامي بقول العامي و أخذ المجتهد بقول المجتهد و على هذا فلا يكون الرجوع إلى الرسول عليه الصلوة والسلام تقليداً له وكذا إلى الإجماع وكذا رجوع العامي إلى المفتي أي إلى المجتهد وكذا رجوع القاضي إلى العدول فی شهادتهم لقيام الحجة فيها فقول الرسول بالمعجزة والإجماع بما تقرر من حجته و قول الشاهد والمفتي بالإجماع .." الخ (کشاف اصطلاحات الفنون ج۲ص۱۱۷۸)

علی بن محمد بن علی الجرجانی حنفی (متوفی ۸۱۶ھ) نے کہا:

" (التقليد) عبارة عن قبول قول الغير بلا حجة ولا دليل "

تقلید عبارت ہے(رسول اللہ ﷺ کے علاوہ) غیر کے قول کو بغیر حجت و بغیر دلیل کے قبول کرنا

(کتاب التعریفات ص ۲۹)

محمد بن عبدالرحمٰن عید المحلاوی الحنفی نے کہا:

" التقليد .. وفي الإصطلاح هو العمل بقول الغير من غير حجة من الحجج الأربع فيخرج العمل بقول الرسول ﷺ والعمل بالاجماع لأن كلاً منهما حجة و خرج أيضاً رجوع القاضي إلى شهادة العدول لأن الدليل عليه مافى الكتاب والسنة من الأمر بالشهادة والعمل بها وقد وقع الإجماع على ذلك .."(تسهيل الوصول إلى علم الأصول ص ٣٢٥)

محمد عبیداللہ الاسعدی نے کہا:

"تقلید (الف) تعریف،

ا۔لغوی: گلے میں کسی چیز کا ڈالنا

۲۔اصطلاحی: کسی کی بات کو بے دلیل مان لینا

تقلید کی اصل حقیقت یہی ہے، لیکن فقہاء کے نزدیک اس کا مفہوم ہے "کسی مجتہد کے تمام یا اکثر اصول وقواعد یا تمام یا اکثر جزئیات کا اپنے آپ کو پابند بنالینا"

(اصول الفقہ ص ۲۶۷، اس کتاب پر محمد تقی عثمانی دیوبندی صاحب نے تقریظ لکھی ہے)

قاری چن محمد دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

"اور تسلیم القول بلا دلیل یہی تقلید ہے یعنی کسی قول کو بلا دلیل تسلیم کرنا، مان لینا یہی تقلید ہے"

(غیر مقلدین سے چند معروضات ص ا عرض نمبر ا، مطبوعہ: جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ، موضع حمید ر نزد حضرو ضلع اٹک)

مفتی سعید احمد پالن پوری دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

"کیونکہ تقلید کسی کا قول اس کی دلیل جانے بغیر لینے کا نام ہے۔ علماء نے فرمایا ہے کہ اس تعریف کی رُو سے امام کے قول کو دلیل جان کر لینا تقلید سے خارج ہوگیا۔ کیونکہ وہ تقلید نہیں ہے بلکہ دلیل سے مسئلہ اخذ کرنا ہے۔ مجتہد سے مسئلہ اخذ کرنا نہیں ہے" (آپ فتوی کیسے دیں؟ ص ۷۶ مطبوعہ: مکتبہ نعمانیہ ۳۶ جی لانڈھی، کراچی نمبر ۳۰)

اشرف علی تھانوی دیوبندی کے ملفوظات میں لکھا ہوا ہے کہ:

"ایک صاحب نے عرض کیا کہ تقلید کی حقیقت کیا ہے اور تقلید کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا: تقلید کہتے ہیں امتی کا قول ماننا بلا دلیل، عرض کیا کہ کیا اللہ اور رسول کے قول کو ماننا بھی تقلید کہلائیگا؟ فرمایا کہ: اللہ اور رسول کا حکم ماننا تقلید نہ کہلائیگا وہ اتباع کہلاتا ہے" (الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ملفوظات حکیم الامت ج ۳ ص ۱۵۹

ملفوظ:۲۲۸)

سرفراز خان صفدر دیوبندی گکھڑوی لکھتے ہیں:

''اس عبارت سے واضح ہوا کہ اصطلاحی طور پر تقلید کا یہ مطلب ہے کہ جس کا قول حجت نہیں اس کے قول پر عمل کرنا مثلاً عامی کا عامی کے قول اور مجتہد کا مجتہد کے قول کو لینا جو حجت نہیں ہے۔ بخلاف اس کے کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے کیونکہ آپ کا فرمان تو حجت ہے اور اسی طرح اجماع بھی حجت ہے اور اسی طرح عام آدمی کا مفتی کی طرح رجوع کرنا فاسئلو ا اھل الذکر الآیۃ کے تحت واجب ہے اور اسی طرح قاضی کا ممن ترضون من الشھداء اور یحکم به ذوا عدل منکم کی نصوص کے تحت عدول کی طرف رجوع کرنا بھی تقلید نہیں ہے کیونکہ شرعاً ان کا قول حجت ہے'' (الکلام المفید فی اثبات التقلید ص ۳۵، ۳۶ طبع صفر المظفر ۱۴۱۳ھ)

مفتی احمد یار نعیمی بریلوی لکھتے ہیں کہ:

''مسلم الثبوت میں ہے: التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجة ترجمہ وہ ہی جو اوپر بیان ہوا اس تعریف سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی اطاعت کرنے کو تقلید نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ ان کا ہر قول و فعل دلیل شرعی ہے تقلید میں ہوتا ہے۔ دلیل شرعی کو نہ دیکھنا لہذا ہم حضور علیہ السلام کے امتی ہیں نہ کہ مقلد اسی طرح عالم کی اطاعت جو عام مسلمان کرتے ہیں اس کو بھی تقلید نہ کہا جائے گا کیونکہ کوئی بھی ان عالموں کی بات یا ان کے کام کو اپنے لئے حجت نہیں بناتا، بلکہ یہ سمجھ کر ان کی بات کو مانتا ہے کہ مولوی آدمی ہیں کتاب سے دیکھ کر کہہ رہے ہوں گے۔'' (جاء الحق ج ۱ ص ۱۶ طبع قدیم)

غلام رسول سعیدی بریلوی نے لکھا ہے کہ:

''تقلید کے معنی ہیں دلائل سے قطع نظر کر کے کسی امام کے قول پر عمل کرنا اور اتباع سے یہ مراد ہے کہ کسی امام کے قول کو کتاب و سنت کے موافق پا کر اور دلائل شرعیہ سے ثابت جان کر اس قول کو اختیار کر لینا''

(شرح صحیح مسلم ج ۵ ص ۶۳ مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

سعیدی صاحب نے مزید لکھا ہے کہ:

''شیخ ابو اسحاق نے کہا: بلا دلیل قول کو قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا تقلید ہے۔۔۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے قول کی طرف رجوع کرنا یا مجتہدین کے اجماع کی طرف رجوع کرنا یا عام آدمی کا مفتی کی طرف رجوع کرنا یا قاضی کا گواہوں کے قول پر فیصلہ کرنا تقلید نہیں ہے'' (شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۳۲۹)

سعیدی صاحب فرماتے ہیں:

''امام غزالی نے لکھا ہے کہ: التقلید ھو قبول بلا حجة: تقلید کسی قول کو بلا دلیل قبول کرنا ہے''

(شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۳۳۰)

سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''تقلید کی جس قدر تعریفات ذکر کی گئی ہیں ان سب میں یہ بات مشترک ہے کہ دلیل جانے بغیر کسی کے قول پر عمل کرنا تقلید ہے'' (ایضاً ص ۳۳۰)

سرفراز خان صفدر دیوبندی فرماتے ہیں کہ:

''اور یہ طے شدہ بات ہے کہ اقتداء واتباع اور چیز ہے اور تقلید اور چیز ہے''

(المنہاج الواضح یعنی راہ سنت ص ۳۵ طبع نہم جمادی الثانیہ ۱۳۹۵ھ جون ۱۹۷۵ء)

تنبیہ: اس طے شدہ بات کے خلاف سرفراز خان صاحب نے خود ہی لکھا ہے کہ:

''تقلید اور اتباع ایک ہی چیز ہے'' (الکلام المفید فی اثبات التقلید ص ۳۲)

معلوم ہوا کہ وادی تناقض وتعارض میں سرفراز خان صاحب غوطہ زن ہیں۔

خلاصہ: حنفیوں ودیوبندیوں وبریلویوں کی ان تعریفات وتشریحات سے ثابت ہوا کہ:

۱: آنکھیں بند کر کے، بے سوچے سمجھے، بغیر دلیل وبغیر حجت کے کسی غیر نبی کی بات ماننا تقلید ہے۔

۲: قرآن، حدیث اور اجماع پر عمل کرنا تقلید نہیں ہے۔ جاہل کا عالم سے مسئلہ پوچھنا اور قاضی کا گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کرنا تقلید نہیں ہے۔

۳: تقلید اور اتباع بالدلیل میں فرق ہے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ:

'' وجملته ان التقليد هو قبول القول من غير دليل '' بغیر دلیل کے قول کو قبول کرنے کو تقلید کہتے ہیں۔

(الفقيه والمتفقه ج ۲ ص ٦٦)

حافظ ابن عبدالبر (متوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ:

''وقال أبو عبدالله بن خويز منداد البصري المالكي : التقليد معناه فى الشرع الرجوع إلى قول لاحجة لقائله عليه وذلک ممنوع منه فى الشريعة والاتباع ما ثبت عليه حجة''

شریعت میں تقلید کا معنی یہ ہے کہ ایسے قول کی طرف رجوع کرنا جس کے قائل کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور یہ شریعت میں ممنوع ہے۔ جو (بات) دلیل سے ثابت ہو اسے اتباع کہتے ہیں (جامع بیان العلم و فضله ج ۲ ص ۱۱۷ دوسرا نسخه ج۲ ص ۱۴۳ واعلام الموقعین لابن القیم ج ۲ ص ۱۹۷، الرد على من أخلد إلى الأرض وجهل أن الاجتهاد في كل عصر فرض ، للسيوطی ص ۱۲۳)

تنبیہ: سرفراز خان صفدر دیوبندی نے ''الدیباج المذہب'' سے ابن خویز منداد (محمد بن احمد بن عبداللہ، متوفی ۳۹۰ھ

تقریباً) پر جرح نقل کی ہے (الکلام المفید ص ۳۳،۳۴)

عرض ہے کہ ابن خویز منداد اس قول میں منفرد نہیں ہے بلکہ حافظ ابن عبدالبر، حافظ ابن القیم اور علامہ سیوطی اس کے موافق ہیں۔ وہ اس کے قول کو بغیر کسی جرح کے نقل کرتے ہیں۔ بلکہ سرفراز خان صفدر اپنے ایک قول میں ابن خویز منداد کے موافق ہیں، دیکھئے راہِ راست (ص ۳۵)

دوسرے یہ کہ ابن خویز مذکور پر شدید جرح نہیں ہے بلکہ " **ولم یکن بالجید النظر و لا قوی الفقه** " وغیرہ الفاظ ہیں، دیکھئے الدیباج المذھب (ص ۳۶۳ ت ۴۹۱) ولسان المیزان (۲۹۱/۵)

ابوالولید الباجی اور ابن عبدالبر کا طعن بھی صریح نہیں ہے، دیکھئے تاریخ الاسلام للذھبی (ج ۲۷ ص ۲۱۷) والوافی بالوفیات للصفدی (۳۹/۲ ت ۳۳۹)

ابن خویز منداد کے حالات درج ذیل کتابوں میں بھی ہیں۔

طبقات الفقہاء للشیرازی (ص ۱۶۸) وترتیب المدارک للقاضی عیاض (۶۰۶/۴) ومعجم المؤلفین (۷۵/۳)

حنفی و بریلوی و دیوبندی حضرات ایسے لوگوں کے اقوال پیش کرتے ہیں جن کی عدالت و ذات پر بعض محدثین کرام کی شدید جرحیں ہیں مثلاً

(۱) قاضی ابو یوسف (۲) محمد بن الحسن الشیبانی (۳) حسن بن زیاد اللولوی (۴) عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی وغیرہم دیکھئے میزان الاعتدال ولسان المیزان وغیرھما،

جلال الدین محمد بن احمد المحلی الشافعی (متوفی ۸۶۴ھ) نے کہا:

"**والتقلید : قبول قول القائل بلا حجة ، فعلی هذا قبو ل قول النبی (لا) یسمی تقلیداً** "

اور تقلید یہ ہے کہ کسی (غیر نبی) قائل کے قول کو بغیر حجت کے تسلیم کیا جائے، پس اس طرح نبی (ﷺ) کا قول تقلید نہیں کہلاتا (شرح الورقات فی علم اصول الفقہ ص ۱۴)

ابن الحاجب النحوی المالکی نے (متوفی ۶۴۶ھ) نے کہا:

" **فالتقلید العمل بقول غیر ک من غیر حجة ولیس الرجو ع إلی قوله ﷺ و إلی الإجما ع والعامي إلی المفتي والقاضي إلی العدول بتقلید بالقیام الحجة و لا مشاحة فی التسمیة** "

پس تقلید، تیرے غیر کے قول پر بغیر حجت کے عمل (کا نام) ہے، اور آپ ﷺ کے قول اور اجماع کی طرف رجوع تقلید نہیں ہے (اور اسی طرح) عامی کا مفتی کی طرف اور قاضی کا گواہوں کی طرف رجوع تقلید نہیں ہے کیونکہ اس پر دلیل قائم ہے اور تسمیہ (نام رکھنے) میں کوئی جھگڑا نہیں ہے۔

(منتھی الوصول والأ مل فی علمي الأ صول والجد ل ص ۲۱۸،۲۱۹)

علی بن محمد الآمدی الشافعی (متوفی ۶۳۱ھ) نے کہا:

" أما (التقليد) فعبارة عن العمل بقول الغير من غير حجة ملزمة .. فالرجوع إلى قول النبي عليه السلام وإلى ما أجمع عليه أهل العصر من المجتهدين ورجوع العامي إلى قول المفتي وكذلك عمل القاضي بقول العدول لايكون تقليداً "

تقلید عبارت ہے غیر کے قول پر بغیر حجتِ لازمہ کے عمل کرنا۔ پس نبی علیہ السلام اور مجتہدین عصر کے اجماع کی طرف رجوع، عامی کا مفتی سے مسئلہ پوچھنا اور قاضی کا گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کرنا تقلید نہیں ہے۔

(الأحكام فی أصول الأحكام ج۴ص۲۲۷)

ابو حامد محمد بن محمد الغزالی (متوفی ۵۰۵ھ) نے کہا:

"التقليد هو قبول قول بلا حجة " تقلید، بلا دلیل، کسی قول کو قبول کرنے کو کہتے ہیں۔

(المستصفی من علم الأصول ج۲ص۳۸۷)

حافظ ابن القیم نے کہا:

"وأما بدون الدليل فإنما هو تقليد "اور جو بغیر دلیل کے ہو وہ تقلید (کہلاتا) ہے۔

(اعلام الموقعین ج۱ص۷)

عبداللہ بن احمد بن قدامہ الحنبلی نے کہا:

"وهو فی عرف الفقهاء قبول قول الغير من غير حجة أخذاً من هذا المعنى فلا يسمى الأخذ بقول النبي ﷺ والإجماع تقليداً .."

اور یہ (تقلید) عرفِ فقہاء میں غیر کا قول بغیر حجت کے قبول کرنا ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے نبی ﷺ کا قول اور اجماع تسلیم کرنا تقلید نہیں کہلاتا (روضۃ الناظر وجنۃ المناظر ج۲ص۴۵۰)

ابن حزم الاندلسی الظاہری (متوفی ۴۵۶ھ) نے کہا:

"لأن التقليد على الحقيقة إنما هو قبول ما قاله قائل دون النبی ﷺ بغير برهان ، فهذا هو الذي أجمعت الأمة على تسميته تقليداً وقام البرهان على بطلانه "

حقیقت میں تقلید، نبی ﷺ کے علاوہ کسی شخص کی بات کو بغیر دلیل کے قبول کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ وہ تعریف ہے جس پر امت مسلمہ کا اجماع ہوا ہے کہ تقلید اسے کہتے ہیں۔ اور اس کے باطل ہونے پر دلیل قائم ہے۔

(الأحكام فی أصول الأحكام ج۶ص۲۶۹)

حافظ ابن حجر العسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) نے کہا:

” وقدانفصل بعض الأمة عن ذلک بأن المراد بالتقلید أخذ قول الغیر بغیر حجة، ومن قامت علیه حجة بثبوت النبوة حتی حصل له القطع بها، فمهما سمعه من النبی ﷺ کان مقطوعاً عنده بصدقه فإذا اعتقده لم یکن مقلداً لأنه لم یأخذ بقول غیره بغیر حجة وهذا مستذ السلف قاطبة فی الأخذ بمـا ثبت عندهم من آیات القرآن و أحادیث النبي ﷺ فیما یتعلق بهذا الباب فآمنو بالمحکم من ذلک و فوضوا أمر المتشابه منه إلی ربهم“

بعض اماموں نے اس سے (اس مسئلے کو) الگ کیا ہے کیونکہ تقلید سے مراد یہ ہے کہ غیر کے قول کو بغیر حجت (ودلیل) کے لیا جائے۔اوراس پر نبوت کے ثبوت کے ساتھ حجت قائم ہوتی کہ اسے یقین حاصل ہو جائے، پس اس نے نبی ﷺ سے جوسنا وہ اس کے نزدیک یقیناً سچا ہے، پس اگروہ یہ عقیدہ رکھے تو مقلد نہیں ہے کیونکہ اس نے غیر کے قول کو بغیر دلیل کے تسلیم نہیں کیا اور تمام سلف (صالحین) کا یہی پر اعتماد طریقہ کار رہے کہ اس باب میں،قرآن وحدیث میں سے جو معلوم ہے اسے لیا جائے۔پس وہ محکمات پر ایمان لائے اور متشابہات کا معاملہ اپنے رب کے سپرد کیا (کہ وہی بہتر جانتا ہے) (فتح الباری ج ۱۳ص ۳۵۱ تحت ح ۷۳۷۲)

حافظ ابن القیم لکھتے ہیں کہ:

” **والتقلید لیس بعلم باتفاق أهل العلم** “ اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ تقلید علم نہیں ہے۔

(اعلام الموقعین ج ۲ص ۱۸۸)

خلاصہ: حنفیوں ودیوبندیوں و بریلویوں وشافعیوں و مالکیوں وحنبلیوں وظاہریوں وشارحینِ حدیث کی ان تعریفات سے معلوم ہوا کہ:

تقلید کا مطلب یہ ہے کہ بغیر حجت وبغیر دلیل والی بات کو (بغیر سوچے سمجھے،اندھا دھند) تسلیم کرنا۔

ایک چالاکی:

جدید دور میں دیوبندی و بریلوی حضرات یہ چالاکی کرتے ہیں کہ تقلید کا معنی ہی بدل دیتے ہیں تاکہ عوام الناس کو تقلید کا اصل مفہوم معلوم نہ ہو جائے۔چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱: محمد اسماعیل سنبھلی نے کہا:”کسی شخص کا کسی ذی علم بزرگ اور مقتدائے دین کے قول وفعل کو محض حسنِ ظن اور اعتماد کی بنا پر شریعت کا حکم سمجھ کر اس پر عمل کرنا اور عمل کرنے کے لئے اس مجتہد پر اعتماد کی بنیاد پر دلیل کا انتظار نہ کرنا اور دلیل معلوم ہونے تک عمل کو ملتوی نہ کرنا اصلاح میں تقلید کہلاتا ہے“

(تقلید ائمہ اور مقام ابوحنیفہ ص ۲۴، ۲۵)

۲: محمد زکریا کاندھلوی تبلیغی دیوبندی نے کہا:” کیونکہ تقلید کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ فروعی

مسائل فقھیہ میں غیر مجتہد کا مجتہد کے قول کو تسلیم کر لینا اوراس سے دلیل کا مطالبہ نہ کرنا اس اعتماد پر اس مجتہد کے پاس دلیل ہے'' (شریعت وطریقت کا تلازم ص ۶۵)

۳: محمد تقی عثمانی دیوبندی نے کہا:

''چنانچہ علامہ ابن ھمام اور علامہ ابن نجیم ''تقلید'' کی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

التقلید العمل بقول من لیس قوله إحدی الحجج بلا حجة منها (تیسیر التحریر لأمیر بادشاہ البخاری ج ۴ ص ۲۴۶ مطبوعہ مصر ۱۳۵۱ھ و فتح الغفار شرح المنار لابن نجیم ج ۲ ص ۳۷ مطبوعہ مصر ۱۳۵۵ھ)

تقلید کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کا قول ماخذ شریعت میں سے نہیں ہے اس کے قول پر دلیل کا مطالبہ کئے بغیر عمل کر لینا'' (تقلید کی شرعی حیثیت ص ۱۴ طبع ششم رجب ۱۴۱۳ھ)

اس ترجمہ اور حوالے میں دو چالاکیاں کی گئی ہیں۔

اول: بلا حجۃ (بغیر دلیل کے) کا ترجمہ ''دلیل کا مطالبہ کئے بغیر'' کر دیا گیا ہے۔ اصل عبارت میں مطالبے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

دوم: باقی عبارت چھپالی گئی ہے جس میں یہ صراحت ہے کہ نبی ﷺ اوراجماع کی طرف رجوع، عامی کا مفتی (عالم) سے مسئلہ پوچھنا اور قاضی کا گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کرنا تقلید نہیں ہے۔

۴: ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی نے کہا:

''حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ تقلید کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسنِ ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلاوے گا اوراس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا'' (الاقتصاد ص ۵) تقلید کی اس تعریف کے مطابق راوی کی روایت کو قبول کرنا تقلید فی الروایۃ ہے۔''

(تحقیق مسئلہ تقلید ص ۳ و مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۱۹ طبع اکتوبر ۱۹۹۱ء)

۵: محمد ناظم علی خان قادری بریلوی نے کہا:

''قرآن کی آیات مجمل ومشکل بھی ہیں، اس میں کچھ آیات قضیہ ہیں۔ بعض آیات بعض سے متعارض بھی ہیں۔ صورت تطبیق اور طریقہ اندفاع اسے معلوم نہیں، اسے تردد واشتباہ پیدا ہو رہا ہے تو ایسی صورت میں انسان محض اپنے ذہن وفکر اور عقل خالص ہی سے کام نہ لے، بلکہ کسی متجر عالم ومجتہد کی اقتداء اور پیروی کرے، اس کی طرف راہ وسبیل تلاش کرے کسی غیر کی طرف رجوع نہ کرے۔ یہ ہے تقلید شخصی جو عہد رسالت اور دورِ صحابہ سے ہے۔'' (تحفظ عقائد اہل سنت ص ۷۰۶ مطبوعہ: فرید بک سٹال۔ ۳۸، اردو بازار لاہور)

۶: سعید احمد پالن پوری دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''علماء سے مسائل پوچھنا، پھر اس کی پیروی کرنا ہی تقلید ہے''

(تسھیل :ادلۂ کاملہ ص۸۲ مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی :۱)

تقلید کی اس من گھڑت اور بے حوالہ تعریف سے معلوم ہوا کہ دیوبندی و بریلوی عوام جب اپنے عالم (مولوی صاحب) سے مسئلہ پوچھ کر اس پر عمل کرتے ہیں تو وہ اس عالم کے مقلد بن جاتے ہیں۔سعید احمد صاحب سے مسئلہ پوچھنے والے حنفی نہیں رہتے بلکہ سعید احمدی (یعنی سعید احمد صاحب کے مقلدین) بن جاتے ہیں؟!

یہ سب تعریفات خانہ ساز ہیں جن کا ثبوت علماء متقدمین سے نہیں ملتا۔ان تعریفات کو تحریفات کہنا صحیح ہے۔

تقلید کا صرف یہی مفہوم ہے کہ نبی ﷺ کے علاوہ کسی غیر کی بے دلیل بات کو، جو ادلہ اربعہ میں سے نہیں ہے، حجت مان لینا،اس تعریف پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔

تنبیہ: لغت میں تقلید کے دیگر معنی بھی ہیں،بعض علماء نے ان لغوی معنوں کو بعض اوقات استعمال کیا ہے مثلاً

(۱)ابوجعفر الطحاوی،حدیث ماننے کو تقلید کہتے ہیں،مثلاً وہ فرماتے ہیں:

'' فذهب قوم إلى هذا الحديث فقلدوه '' پس ایک قوم اس (مرفوع) حدیث کی طرف گئی ہے،پس انہوں نے اس (حدیث) کی تقلید کی ہے.(شرح معانی الآثار ۴/۴ کتاب البیوع باب بیع الشعیر بالحنطۃ متفاضلاً)

گزشتہ صفحات پر حنفیوں و مالکیوں وشافعیوں وحنبلیوں کی کتابوں سے مفصل نقل کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ کی بات (یعنی حدیث) ماننا تقلید نہیں ہے۔لہذا امام طحاوی کا حدیث پر تقلید کا لفظ استعمال کرنا غلط ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ وہ حدیثیں مانتے تھے تو کیا اب یہ کہنا صحیح ہوگا کہ امام ابوحنیفہ مجتہد نہیں بلکہ مقلد تھے؟ جب وہ حدیثیں مان کر مقلد نہیں بنتے تو دوسرا آدمی حدیث مان کر کس طرح مقلد ہوسکتا ہے؟

(۲)امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' ولا يقلد أحد دون رسول الله ﷺ ''اور رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی کی تقلید نہیں کرنی چاہئے۔

(مختصر المزنی، باب القضاء بحوالہ الرد علی من أخلد إلی الأرض للسیوطی ص ۱۳۸)

یہاں پر تقلید کا لفظ بطورِ مجاز استعمال کیا گیا ہے۔امام شافعی کے قول کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی شخص کی بات بلا دلیل قبول نہیں کرنا چاہئے۔

تقلید کے مفہوم کا خلاصہ:

جیسا کہ سابقہ صفحات میں عرض کر دیا گیا ہے کہ غیر نبی کی بے دلیل بات کو آنکھ بند کر کے، بے سوچے سمجھے ماننے کو تقلید کہتے ہیں۔

(تقلید کے بارے میں باقی تحقیق آئندہ شمارے میں آرہی ہے۔ان شاء اللہ)

دین میں تقلید کا مسئلہ

حافظ زبیر علی زئی

قسط دوم:

تقلید کی دو قسمیں مشہور ہیں:

۱: تقلید غیر شخصی (تقلید مطلق)

اس میں تقلید کرنے والا (مقلد) بغیر کسی تعین و تخصیص کے غیر نبی کی بے دلیل بات کو آنکھیں بند کرنے، بے سوچے سمجھے مانتا ہے۔

تنبیہ: جاہل کا عالم سے مسئلہ پوچھنا بالکل حق اور صحیح ہے، یہ تقلید نہیں کہلاتا جیسا کہ گزشتہ صفحات پر باحوالہ گزر چکا ہے۔ بعض لوگ غلطی اور غلط فہمی کی وجہ سے اسے تقلید کہتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے۔ ایک جاہل جب قاری چن محمد دیوبندی صاحب یا اظہر محمود اظہری بریلوی صاحب سے مسئلہ پوچھ کر عمل کرتا ہے تو کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ یہ شخص قاری چن محمد کا مقلد (چن محمدی) یا اظہر محمود صاحب کا مقلد (اظہر محمودی) ہے۔

۲: تقلید شخصی:

اس میں تقلید کرنے والا (مقلد) تعین و تخصیص کے ساتھ، نبی ﷺ کے علاوہ، کسی ایک شخص کی ہر بات (قول و فعل) کو آنکھیں بند کر کے، بے سوچے سمجھے، اندھا دھند مانتا ہے۔

تقلید شخصی کی دو قسمیں ہیں:

اول: ائمہ اربعہ کے علاوہ کسی زندہ یا مردہ خاص شخص کی تقلید شخصی کرنا۔

دوم: ائمہ اربعہ (ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد) میں سے صرف ایک امام کی تقلید شخصی، یعنی بے سوچے سمجھے، اندھا دھند، آنکھیں بند کر کے ہر بات (قول و فعل) کی تقلید کرنا۔

اس دوسری قسم کی آگے دو قسمیں ہیں:

(۱) یہ دعویٰ کرنا کہ ہم قرآن و حدیث و اجماع و اجتہاد مانتے ہیں، مسائل منصوصہ میں تقلید نہیں کرتے ہم صرف مسائل اجتہادیہ میں امام ابوحنیفہ اور حنفی مفتی بہا مسائل کی تقلید کرتے ہیں۔ اگر قرآن و حدیث کے خلاف امام کی بات ہو تو ہم چھوڑ دیتے ہیں۔۔ الخ

یہ دعویٰ جدید دیوبندی و بریلوی مناظرین مثلاً یونس نعمانی وغیرہ کا ہے۔

(۲) تمام مسائل میں امام ابوحنیفہ اور حنفی مفتی بہا مسائل کی تقلید کرنا، چاہیئے یہ مسائل قرآن وحدیث کے خلاف اور غیر ثابت بھی ہوں۔ مفتی بہ قول کے مقابلے میں کتاب وسنت واجماع کو رد کر دینا۔

یہی وہ تقلید ہے جو موجودہ دیوبندی و بریلوی عوام وعلماء کی اکثریت کررہی ہے جیسا کہ آگے باحوالہ آرہا ہے۔

تقلید بلا دلیل کی تمام قسمیں غلط و باطل ہیں لیکن تقلید کی یہ قسم انتہائی خطرناک اور گمراہی ہے۔ یہی وہ قسم ہے جس کی اہل حدیث وسلفی علماء وعوام سختی سے مخالفت کرتے ہیں۔

ہمارے استاد حافظ عبدالمنان نورپوری، اس تقلید کی تشریح درج ذیل الفاظ میں کرتے ہیں:

''تقلید یعنی کتاب وسنت کے منافی کسی قول وفعل کو قبول کرنا یا اس پر عمل پیرا ہونا''

(احکام ومسائل ص ۵۸۱)

اُصولِ فقہ کے ماہر حافظ ثناء اللہ الزھدی صاحب لکھتے ہیں:

'' الالتزام بفقه معين من الفقهاء والجمود عليه بكل شدة وعصبية ، والاحتيال بتصحيح أخطاءه إن أمكن وإلا فالإصرار عليها ، مع التكلف بتضعيف ما صح من حيث الأدلة من رأى غيره من الفقهاء''

یعنی فقہاء میں سے ایک متعین (خاص) فقیہ کی فقہ کا، ہر شدت وتعصب پر جمود کے ساتھ التزام کرنا، اور جتنا ممکن ہو، اس کی غلطیوں کی تصحیح کے لئے حیلے (اور چالیں) کرنا، اور اگر ممکن نہ ہو تو اسی پر اصرار کرنا، دوسرے فقہاء کی جو دلیلیں صحیح ثابت ہیں ان کی تضعیف کے لئے پورے تکلف کے ساتھ کوشاں رہنا۔

(تیسر الأصول ص ۳۲۸، عربی عبارت کا مفہوم راقم الحروف کا ہے)

عین ممکن ہے کہ بعض دیوبندی و بریلوی حضرات اس ''تقلید شخصی'' کا انکار کر دیں لہذا آپ کی خدمت میں چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔

ا: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

'' إن المتبايعين بالخيار فى بيعهما مالم يتفرقا أو يكون البيع خياراً''

دکاندار اور گاہک کو اپنے سودے میں (واپسی کا) اختیار رہتا ہے جب تک دونوں (بلحاظِ جسم) جدا نہ ہو جائیں یا (ایک دوسرے کو) اختیار (دینے) والا سودا ہو۔ (نافع کہتے ہیں کہ): ابن عمر رضی اللہ عنہ جب کوئی پسندیدہ چیز خریدنا چاہتے تو اپنے (بیچنے والے) ساتھی سے (بلحاظِ جسم) جدا ہو جاتے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب کم یجوز الخیار ح ۲۱۰۷ وصحیح مسلم: ۱۵۳۱)

حنفی حضرات یہ مسئلہ نہیں مانتے جبکہ امام شافعی ومحدثین کرام ان صحیح احادیث کی وجہ سے اسی مسئلے کے قائل وفاعل ہیں۔

محمود الحسن دیوبندی صاحب فرماتے ہیں:

"یترجح مذهبه وقال: الحق والإنصاف ان الترجیح للشافعی فی هذه المسئلة ونحن مقلدون یجب علینا تقلید إمامنا أبی حنیفة والله أعلم "

یعنی: اس (امام شافعی) کا مذہب راجح ہے۔ اور (محمود الحسن نے) کہا: حق وانصاف یہ ہے کہ اس مسئلے میں (امام) شافعی کو ترجیح حاصل ہے اور ہم مقلد ہیں ہم پر ہمارے امام ابوحنیفہ کی تقلید واجب ہے، واللہ اعلم (التقریر للترمذی ص ۳۶)

غور کریں کس طرح حق وانصاف کو چھوڑ کر اپنے مزعوم امام کی تقلید کو سینے سے لگا لیا گیا ہے۔ یہی محمود الحسن صاحب صاف صاف اعلان کرتے ہیں کہ:

"لیکن سوائے امام اور کسی کے قول سے ہم پر حجت قائم کرنا بعید از عقل ہے"

(ایضاح الادلہ ص ۲۷۶ سطر: ۱۹ مطبوعہ: مطبع قاسمی مدرسہ اسلامیہ دیوبند ۱۳۳۰ھ)

محمود الحسن دیوبندی صاحب مزید فرماتے ہیں:

"کیونکہ قولِ مجتہد بھی قول رسول اللہ ﷺ ہی شمار ہوتا ہے"

(تقاریر حضرت شیخ الهند ص ۲۴، الورد الشذی ص ۲)

جناب محمد حسین بٹالوی صاحب نے دیوبندیوں و بریلویوں سے تقلید شخصی کے وجوب کی دلیل مانگی تھی، اس کا جواب دیتے ہوئے محمود الحسن صاحب مطالبہ کرتے ہیں کہ:

"آپ ہم سے وجوبِ تقلید کی دلیل کے طالب ہیں۔ ہم آپ سے وجوبِ اتباع محمدی ﷺ ووجوبِ اتباع قرآنی کی سند کے طالب ہیں۔" (ادلہ کاملہ ص ۷۸)

۲: نبی ﷺ کے دور میں ایک عورت آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی تو اس کے خاوند نے اس عورت کو قتل کر دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

" **ألا اشهدوا أن دمها هدر** " سن لو، گواہ رہو کہ اس عورت کا خون رائیگاں ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن سب رسول اللہ ﷺ ح ۴۳۶۱)

اس حدیث اور دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کی گستاخی کرنے والا واجب القتل ہے۔ یہی مسلک امام شافعی اور محدثین کرام کا ہے، جبکہ حنفیوں کے نزدیک شاتم الرسول کا ذمہ باقی رہتا ہے، دیکھئے الهدایہ (ج ۱ ص ۵۹۸)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

" وأما أبو حنیفة وأصحابه فقالوا : لا ینقض العهد بالسب ولا یقتل الذمي بذلک لکن یعزر علی اظهار ذلک .. الخ "

ابوحنیفہ اوراس کے اصحاب (شاگردوں ومتبعین) نے کہا: (آپ ﷺ کو) گالی دینے سے معاہدہ (ذمہ) نہیں ٹوٹتا اور ذمی کواس وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا۔لیکن اگر وہ یہ حرکت اعلانیہ کرے تو اسے تعزیر لگے گی۔۔الخ

(الصارم المسلول بحوالہ رد المختار علی الدر المختار ج۳ ص ۳۰۵)

اس نازک مسئلے پر ابن نجیم حنفی نے لکھا ہے کہ:

''نعم نفس المؤمن تميل إلى قول المخالف فى مسئلة السب لكن اتباعنا للمذهب واجب ''

جی ہاں، گالی کے مسئلہ میں مؤمن کا دل (ہمارے) مخالف کے قول کی طرف مائل ہے لیکن ہمارے لئے ہمارے مذہب کی اتباع (تقلید) واجب ہے۔(البحر الرائق شرح کنز الدقائق ج ۵ ص ۱۱۵)

۳: حسین احمد مدنی ٹانڈوی لکھتے ہیں کہ:

''ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک مرتبہ تین عالم (حنفی، شافعی اور حنبلی) مل کر ایک مالکی کے پاس گئے اور پوچھا کہ: تم ارسال کیوں کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ: میں امام مالک کا مقلد ہوں دلیل ان سے جا کر پوچھو اگر مجھے دلائل معلوم ہوتے تو تقلید کیوں کرتا؟ تو وہ لوگ ساکت ہوگئے؟''

(تقریر ترمذی اردو ص ۳۹۹ مطبوعہ: کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

ارسال: ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا — ساکت: خاموش

۴: ایک روایت میں آیا ہے کہ:

نبی ﷺ ایک وتر پڑھتے تھے اور آپ (وتر کی) دو رکعتوں اور ایک رکعت کے درمیان باتیں کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص ۲۹۱ ح ۶۸۰۳)

ایسی ایک روایت المستدرک للحاکم سے نقل کر کے انور شاہ کشمیری دیوبندی فرماتے ہیں:

'' ولقد تفكرت فيه قريباً من أربعة عشر سنة ثم استخرجت جوابه شافياً و ذلك الحديث قوى السند ..''

اور میں نے اس حدیث (کے جواب) کے بارے میں تقریباً چودہ سال تفکر کیا ہے۔ پھر میں نے اس کا شافی (شفا دینے والا اور کافی) جواب نکال لیا۔اور یہ حدیث سند کے لحاظ سے قوی ہے الخ (العرف الشذی ج ا ص ۱۰۷ واللفظ لہ، فیض الباری ج۲ ص ۳۷۵ و معارف السنن للبنوری ج۴ ص ۲۶۴ و درس ترمذی ج۲ ص ۲۲۴)

تفکر: سوچ بچار

۵: احمد یار خان نعیمی بریلوی لکھتے ہیں کہ:

''اب ایک فیصلہ کن جواب عرض کرتے ہیں وہ یہ کہ ہمارے دلائل یہ روایات نہیں۔ ہماری اصل دلیل تو امام اعظم ابوحنیفہ

رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ہم یہ آیت واحادیث مسائل کی تائید کے لئے پیش کرتے ہیں،احادیث یا آیات امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی دلیلیں ہیں۔۔'' (جاء الحق ج ۲ ص ۹۱ طبع قدیم)

نعیمی مذکور صاحب مزید لکھتے ہیں کہ:

''کیونکہ حنفیوں کے دلائل یہ روایتیں نہیں ان کی دلیل صرف قولِ امام ہے،الخ (جاء الحق ج ۲ ص ۹)

۶:ایک آدمی نے مفتی محمد (دیوبندی) صاحبِ دارالافتاء والارشاد، ناظم آباد کراچی رکو خط لکھا کہ:

''ایک شخص تیسری رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہوا،امام اگر سجدہ سہو کے لئے سلام پھیرے تو تیسری رکعت میں شریک ہونے والا مسبوق بھی سلام پھیرے یا نہیں؟ یہاں ایک صاحب بحث کررہے ہیں کہ اگر سلام نہیں پھیرے گا تو امام کی اقتداء نہیں رہے گی۔آپ دلیل سے مطمئن کریں (مجاھد علی خان۔کراچی)

دیوبندی صاحب نے اس سوال کا درج ذیل جواب دیا:

''جواب:مسبوق یعنی جو پہلی رکعت کے بعد امام کے ساتھ شریک ہوا وہ سجدہ سہو میں امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے، اگر عمداً سلام پھیر دیا تو نماز جاتی رہی ،سہواً پھیرا تو سجدہ سہو لازم ہے،مسئلہ سے جہالت کی بناء پر پھیرا تو بھی نماز فاسد ہوگئی،عوام کے لئے دلائل طلب کرنا جائز نہیں، نہ آپس میں مسائل شرعیہ پر بحث کرنا جائز ہے، بلکہ کسی مستند مفتی سے مسئلہ معلوم کرکے اس پر عمل کرنا ضروری ہے''

(ہفت روزہ ضربِ مؤمن کراچی ،جلد:۳ شمارہ:۱۵، ۲۱ تا ۲۷ ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ ۹ تا ۱۵، اپریل ۱۹۹۹ء ص ۶ کالم:آپ کے مسائل کا حل)

۷:صحیح حدیث میں آیا ہے کہ:

'' من أدرک من الصبح رکعة قبل أن تطلع الشمس فقد أدرک الصبح''

جس نے صبح کی ایک رکعت،سورج کے طلوع ہونے سے پہلے،پالی تو اس نے یقیناً صبح (کی نماز) پالی۔

(البخاری:۵۷۹ ومسلم:۶۰۸)

فقہ حنفی اس صحیح حدیث کا مخالف ہے۔مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی اس مسئلے پر کچھ بحث کرکے لکھتے ہیں:

''غرضیکہ یہ مسئلہ اب تک تشنۂ تحقیق ہے۔معہذا ہمارا فتوی اور عمل قولِ امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق ہی رہے گا اس لئے کہ ہم امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد ہیں اور مقلد کے لئے قولِ امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلۂ اربعہ کہ ان سے استدلال وظیفۂ مجتہد ہے۔'' (ارشاد القاری الی صحیح البخاری ج ۱ ص ۴۱۲)

لدھیانوی صاحب ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ:

''توسیع مجال کی خاطر اہلِ بدعت فقہ حنفی کو چھوڑ کر قرآن وحدیث سے استدلال کرتے ہیں اور ارخاءعنان کے لئے ہم

بھی یہ طرز قبول کر لیتے ہیں ورنہ مقلد کے لئے صرف قولِ امام ہی حجت ہوتا ہے۔" (ارشاد القاری ص ۲۸۸)

مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"یہ بحث تبرعاً لکھ دی ہے ورنہ رجوع الی الحدیث وظیفۂ مقلد نہیں" (احسن الفتاوی ج ۳ص ۵۰)

۸: قاضی زاھد الحسینی دیو بندی لکھتے ہیں: "حالاں کہ ہر مقلد کے لئے آخری دلیل مجتہد کا قول ہے۔ جیسا کہ مسلم الثبوت میں ہے: **اما المقلد فمستنده قول المجتهد ،**

اب اگر ایک شخص امام ابوحنیفہ کا مقلد ہونے کا مدعی ہو اور ساتھ ہی وہ امام ابوحنیفہ کے قول کے ساتھ یا علیحدہ قرآن وسنت کا بطورِ دلیل مطالبہ کرتا ہے تو وہ بالفاظِ دیگر اپنے امام اور راہ نما کے استدلال پر یقین نہیں رکھتا"

(مقدمہ کتاب: دفاع امام ابوحنیفہ از عبدالقیوم حقانی ص ۲۶)

۹: عامر عثمانی کو کسی نے خط لکھا کہ: "حدیث رسولؐ سے جواب دیں"

عامر عثمانی صاحب نے اس کا جواب دیا کہ:

"اب چند الفاظ اس فقرے کے بارے میں بھی کہہ دیں جو آپ نے سوال کے اختتام پر سپردِ قلم کیا ہے یعنی:

"حدیث رسولؐ سے جواب دیں"

اس نوع کا مطالبہ اکثر سائلین کرتے رہتے ہیں۔ یہ دراصل اس قاعدے سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے کہ مقلدین کے لئے حدیث وقرآن کے حوالوں کی ضرورت نہیں بلکہ ائمہ وفقہاء کے فیصلوں اور فتووں کی ضرورت ہے۔۔"

(ماہنامہ تجلی دیوبند ج ۱۹ شمارہ: ۱۱، ۱۲ جنوری فروری ۱۹۶۸ء ص ۴۷، اصلی اہلسنت / عبدالغفور اثری ص ۱۱۶)

۱۰: شیخ احمد سرہندی لکھتے ہیں کہ:

"مقلد کو لائق نہیں کہ مجتہد کی رائے کے برخلاف کتاب وسنت سے احکام اخذ کرے اور ان پر عمل کرے"

(مکتوبات امام ربانی، مستند اردو ترجمہ ج ۱ ص ۶۰۱ مکتوب: ۲۸۶)

سرہندی صاحب نے تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کے بارے میں کہا:

"جب روایات معتبرہ میں اشارہ کرنے کی حرمت واقع ہوئی ہو اور اس کی کراہت پر فتوی دیا ہو اور اشارہ وعقد سے منع کرتے ہوں اور اس کو اصحاب کا ظاہر اصول کہتے ہوں تو پھر ہم مقلدوں کو مناسب نہیں کہ احادیث کے موافق عمل کر کے اشارہ کرنے میں جرأت کریں اور اس قدر علمائے مجتہدین کے فتوی کے ہوتے امر محرم اور مکروہ اور منہی کے مرتکب ہوں" (مکتوبات ج ۱ ص ۷۱۸ مکتوب: ۳۱۲)

سرہندی مذکور نے خواجہ محمد پارسا کی فصول ستہ سے نقل کیا ہے کہ:

"حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نزول کے بعد امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے مذہب کے موافق عمل

کریں گے‘‘(مکتوبات اردو، ج ا ص ۵۸۵ مکتوبات:۲۸۲)

۱۱: ابوالحسن الکرخی الحنفی نے کہا:

” الاصل ان کل آیة تخالف قول أصحابنا فإنها تحمل علی لنسخ أو علی الترجیح و الأولیٰ أن تحمل علی التاویل من جهة التوفیق “

اصل یہ ہے کہ ہر آیت جو ہمارے ساتھیوں (فقہاء) کے خلاف ہے اسے منسوخیت پر محمول یا مرجوح سمجھا جائے گا، بہتر یہ ہے کہ تطبیق کرتے ہوئے اس کی تاویل کر لی جائے۔(اصول الکرخی:۲۹ و مجموعہ قواعد الفقہ ص ۱۸)

شبیر احمد عثمانی دیو بندی لکھتے ہیں کہ:

’’(تنبیہ) دودھ چھڑانے کی مدت جو یہاں دو سال بیان ہوئی باعتبار غالب اور اکثری عادت کے ہے۔امام ابوحنیفہؒ جو اکثر مدت ڈھائی سال بتاتے ہیں ان کے پاس کوئی اور دلیل ہوگی۔جمہور کے نزدیک دو ہی سال ہیں واللہ اعلم‘‘

(تفسیر عثمانی ص ۵۴۸ سورہ لقمان، آیت ۱۴ حاشیہ:۱۰)

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ تقلید کرنے والے حضرات نہ قرآن مانتے ہیں اور نہ حدیث اور نہ اجماع کو اپنے لئے حجت سمجھتے ہیں، ان کی دلیل صرف قولِ امام ہوتا ہے۔

شاہ ولی اللہ الدھلوی الحنفی (!) نے لکھا ہے کہ:

” فإن شئت أن تری أنموذج الیهود فانظر إلی علماء السوء من الذین یطلبون الدنیا وقد اعتادوا تقلید السلف وأعرضوا عن نصوص الکتاب والسنة و تمسکوا بتعمق عالم و تشدده واستحسانه فاعرضوا کلام الشارع المعصوم و تمسکوا بأحادیث موضوعة وتاویلات فاسدة ، کانت سبب هلاکهم “

اگر تم یہودیوں کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو تو (ہمارے زمانے کے) علماءِ سوء کو دیکھو، جو دنیا کی طلب اور (اپنے) سلف کی تقلید پر جمے ہوئے ہیں۔یہ لوگ کتاب وسنت کی نصوص (دلائل) سے منہ پھیرتے اور کسی (اپنے پسندیدہ) عالم کے تعمق، تشدد اور استحسان کو مضبوطی سے پکڑے بیٹھے ہیں۔انہوں نے رسول اللہ ﷺ، جو معصوم ہیں، کے کلام کو چھوڑ کر موضوع روایات اور فاسد تاویلوں کو گلے سے لگا لیا ہے۔اسی وجہ سے یہ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں۔(الفوز الکبیر فی اصول التفسیر ص ۱۰، ۱۱)

فخر الدین الرازی لکھتے ہیں کہ:

’’ہمارے استاد جو خاتم المحققین والمجتہدین ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے فقہاء مقلدین کے ایک گروہ کا مشاہدہ کیا ہے کہ میں نے انہیں کتاب اللہ کی بہت سی ایسی آیتیں سنائیں جو ان کے تقلیدی مذہب کے خلاف تھیں تو انہوں نے (نہ) صرف ان کے قبول کرنے سے اعراض کیا بلکہ ان کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں دی‘‘ (تفسیر کبیر، سورۃ التوبہ آیت ۳۱ ج ۱۶

ص ۳۷ و اصلی اہلسنت ص ۱۳۵، ۱۳۶)

تقلید اور مقلدین کا اصلی چہرہ آپ کے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ اب اس تقلید کا رد پیشِ خدمت ہے۔

((تقلید کا رد قرآن مجید سے))

۱: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَلَا تَقْفُ مَالَيْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ ﴾ اور جس کا تجھے علم نہ ہو اس کی پیروی نہ کر (سورہ بنی اسرائیل: ۳٦)

اس آیتِ کریمہ سے درج ذیل علماء نے تقلید کے ابطال (باطل ہونے) پر استدلال کیا ہے۔

(۱) ابوحامد محمد بن محمد الغزالی (المستصفی من علم الأصول ۳۸۹/۲) (۲) السیوطی (**الرد علی من أخلد إلی الأرض** ص ۱۲۵ و ۱۳۰) (۳) ابن القیم (اعلام الموقعین ۱۸۸/۲)

۲: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَاباً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾

انہوں نے اپنے احبار (مولویوں) اور رھبان (پیروں) کو، اللہ کے سوا رب بنالیا (سورۃ التوبہ: ۳۱)

اس آیتِ کریمہ سے درج ذیل علماء نے تقلید کے رد پر استدلال کیا ہے۔

(۱) ابن عبدالبر (جامع بیان العلم وفضلہ ج ۲ ص ۱۰۹) (۲) ابن حزم (الاحکام فی اصول الاحکام ج ٦ ص ۲۸۳)

(۳) ابن القیم (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۱۹۰) (۴) السیوطی (باقرارہ، الرد علی من أخلد إلی الأرض ص ۱۲۰)

(۵) الخطیب البغدادی (الفقیہ والمتفقہ ج ۲ ص ٦٦)

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وقد احتج العلماء بهذه الآيات في ابطال التقليد ولم يمنعهم كفرا ولٰئک من الاحتجاج بها، لأن التشبيه لم يقع من جهة كفر أحدهما و إيمان الآخر ، وإنما و قع التشبيه بين المقلدين بغير حجة للمقلد .."

علماء نے ان آیات کے ساتھ، ابطالِ تقلید پر استدلال کیا ہے۔ انہیں (ان آیات میں مذکورین کے) کفر نے استدلال کرنے سے نہیں روکا، کیونکہ تشبیہ کسی کے کفر یا ایمان کی وجہ سے نہیں ہے، تشبیہ تو مقلدین میں بغیر دلیل کے (اپنے) مقلد (امام، رہنما) کی بات ماننے میں ہے۔" (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۱۹۱)

۳: رب العالمین فرماتا ہے:

﴿ قُلْ هَاتُوْ بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ﴾ کہہ دو کہ، اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو (البقرۃ: ۱۱۱، النحل: ٦۴)

اس آیتِ کریمہ سے درج ذیل علماء نے تقلید کے باطل ہونے پر استدلال کیا ہے (۱) ابن حزم (الاحکام ۲۷۵/٦)

(۲)الغزالی (المستصفی ۳۸۹/۲)(۳)السیوطی (الرد علی من أخلد إلی الأرض ص۱۳۰)
دیگر دلائل کے لئے محولہ کتابوں کا مطالعہ کریں۔

((تقلید کا رد احادیث سے))

۱:اس میں کوئی شک نہیں کہ تقلیدِ مذاہبِ اربعہ: بدعت ہے۔حافظ ابن القیم نے فرمایا:

" وإنما حدثت هذه البدعة في القرن الرابع المذموم على لسان رسول الله ﷺ "

اور (تقلید کی) یہ بدعت چوتھی صدی میں پیدا ہوئی ہے جس (صدی) کی مذمت رسول اللہ ﷺ نے اپنی (مقدس) زبان سے بیان فرمائی ہے۔(اعلام الموقعین ۲۰۸/۲)

حافظ ابن حزم نے کہا:

" إنما حدث التقليد في القرن الرابع " تقلید (مذاہب اربعہ کی تقلید) چوتھی صدی میں پیدا ہوئی ہے۔
(کتاب: ابطال التقلید، بحوالہ الرد علی من أخلد إلی الأرض ص۱۳۳)

بدعت کے بارے میں ارشاد نبوی (ﷺ) ہے کہ:

" و كل بدعة ضلالة " اور ہر بدعت گمراہی ہے
(صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب تخفیف الصلوۃ والخطبۃ ح۸۶۸ و ترقیم دار السلام:۲۰۰۵)

۲:گزشتہ صفحات پر باحوالہ عرض کر دیا گیا ہے کہ تقلیدِ مروج میں کتاب وسنت کے بجائے بلکہ کتاب وسنت کے مقابلے میں اپنے مزعوم امام یا فقہ کی آراء واجتہادات کی پیروی کی جاتی ہے، نبی کریم ﷺ نے قیامت سے پہلے کی ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ:

" فيبقى ناس جهال يستفتون فيفتون برأيهم فيضلون ويضلون " پس جاہل لوگ رہ جائیں گے، ان سے مسئلے پوچھے جائیں گے تو وہ اپنی رائے سے فتوی دیں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔
(صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب ما یذکر من ذم الرأي ح۷۳۰۷)

تنبیہ: امام طبرانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

"حدثنا مطلب قال: حدثنا عبد الله قال.. وبه حدثني الليث قال قال يحيى بن سعيد: حدثني أبو حازم عن عمرو بن مرة عن معاذ بن جبل عن رسول الله ﷺ قال: إياكم و ثلاثة : زلة عالم وجدال منافق و دنيا تقطع أعناقكم ، فأما زلة عالم فإن اهتدى فلا تقلدوه دينكم وإن زل فلا تقطعوا عنه آمالكم .. "

رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا: تین چیزوں سے بچو، عالم کی غلطی، منافق کا (قرآن لے کر)

مجادلہ (جھگڑا) کرنا اور دنیا جو تمہاری گردنوں کو کاٹے گی۔ رہی عالم کی غلطی تو اگر وہ ہدایت پر بھی ہو تو دین میں اس کی تقلید نہ کرو، اور اگر وہ پھسل جائے تو اس سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ الخ (المعجم الاوسط ج۹ ص۳۲۶، ۳۲۷ ح۸۷۰۹، ۸۷۱۰)

روایت کی تحقیق: مطلب بن شعیب کی توثیق جمہور نے کی ہے. دیکھئے لسان المیزان (ج۶ ص۵۰) ابو صالح عبداللہ بن صالح کاتب اللیث: "صدوق كثير الغلط ، ثبت في كتابه و كانت فيه غفلة" ہے (تقریب: ۳۳۸۸) اس کی روایات صحیح بخاری (ح۴، ۷۸۹۔۔) وغیرہ میں ہیں۔ لیث بن سعد: "ثقة ثبت فقيه إمام مشهور" ہیں۔ (تقریب: ۵۶۸۴)

یحیی بن سعید (الانصاری): ثقہ ثبت ہیں (تقریب: ۷۵۵۹) ابو حازم کا تعین نہیں ہوسکا ممکن ہے اس سے مراد سلمہ بن دینار الاعرج: ثقہ عابد (تقریب: ۲۴۸۹) ہو، واللہ اعلم عمرو بن مرہ: ثقة عابد، كان لا يدلس ورمي بالارجاء ہیں (تقریب: ۵۱۱۲) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں لیکن عمرو بن مرہ کی ان سے ملاقات نہیں ہے لہذا یہ سند منقطع ہے (اور اصطلاح فقہاء میں: مرسل) ہے۔ اسے امام لالکائی نے "عبدالله بن وهب : حدثني الليث (بن سعد) عن يحيى بن سعيد عن خالد بن أبي عمران عن أبي حازم عن عمرو بن مرة عن معاذ بن جبل (رضي الله عنه) أن رسول الله ﷺ قال.." الخ کی سند سے روایت کیا ہے۔ (شرح اعتقاد اصول أهل السنة ج۱ ص۱۱۶، ۱۱۷ ح۱۸۳)

خالد بن ابی عمران: "فقيه صدوق" ہے (تقریب: ۱۶۶۲)

معلوم ہوتا ہے کہ الأوسط کی سند سے خالد بن ابی عمران کا واسطہ گر گیا ہے۔ یہاں یہ بھی قرینہ ہے کہ اس سے پہلے روایات میں خالد مذکور کا واسطہ موجود ہے (الأوسط: ۸۷۰۹، ۸۷۰۸)

نتیجہ: یہ سند ضعیف ہے۔

۳: چونکہ تقلید کرنے والا کتاب وسنت کو رد کر دیتا ہے لہذا اتباع کتاب وسنت کی دلالت کرنے والی تمام آیات واحادیث کو تقلید کے ابطال پر پیش کرنا جائز ہے۔

((تقلید کا رد اجماع سے))

صحابہ کرام اور سلف صالحین نے تقلید سے منع کیا ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے، ان کا کوئی مخالف نہیں جو تقلید کو جائز کہتا ہو، لہذا خیر القرون میں اس پر اجماع ہے کہ تقلید ناجائز ہے۔

حافظ ابن حزم فرماتے ہیں کہ:

"وقد صح إجماع جميع الصحابة رضي الله عنهم ، أولهم عن آخرهم، وإجماع جميع التابعين ، أولهم عن آخرهم على الامتناع والمنع من أن يقصد منهم أحد إلى قول إنسان منهم أو ممن

قبلهم فيأخذه كله فليعلم من أخذ بجميع قول أبي حنيفة أو جميع قول مالك أو جميع قول الشافعي أو جميع قول أحمد بن حنبل رضى الله عنهم ممن يتمكن من النظر ، ولم يترك من اتبعه منهم إلى غيره قد خالف إجماع الأمة كلهاعن آخرها واتبع غير سبيل المؤمنين، نعوذبالله من هذه المنزلة وأيضاً فإن هؤ لاء الأفاضل قد منعوا عن تقليد هم و تقليد غيرهم فقد خالفهم من قلد هم "

اول سے آخر تک تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور اول سے آخر تک تمام تابعین کا اجماع ثابت ہے کہ ان میں سے یا ان سے پہلے (نبی ﷺ کے علاوہ) کسی انسان کے تمام اقوال قبول کرنا منع اور ناجائز ہے۔ جو لوگ ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کے اگر سارے اقوال لے لیتے (یعنی تقلید) کرتے ہیں، باوجود اس کے کہ وہ علم بھی رکھتے ہیں، اور ان میں سے جس کو اختیار کرتے ہیں اس کے کسی قول کو ترک نہیں کرتے، وہ جان لیں کہ وہ پوری امت کے اجماع کے خلاف ہیں۔ انہوں نے مؤمنین کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔ ہم اس مقام سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان تمام فضیلت والے علماء نے اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کیا ہے پس جو شخص ان کی تقلید کرتا ہے وہ ان کا مخالف ہے۔ (النبذۃ الکافیۃ فی أحکام أصول الدین ص ۷۱ والرد علی من أخلد إلی الأرض للسیوطی ص ۱۳۱، ۱۳۲)

((تقلید کا رد آثارِ صحابہ سے، رضی اللہ عنہم اجمعین))

۱: امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

" أخبرنا أبو عبد الله الحافظ : ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب : ثنا محمد بن خالد : ثنا أحمد بن خالد الوهبي : ثنا إسرائيل عن أبي حصين عن يحيى بن وثاب عن مسروق عن عبد الله بن يعني ابن مسعود أنه قال: لا تقلدوا دينكم الرجال فإن أبيتم فبا لأ موات لا بالأحياء"

مفہوم: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دین میں لوگوں کی تقلید نہ کرو، پس اگر تم (میری بات کا) انکار کرتے (یعنی منکر) ہو تو مُردوں کی (اقتداء) کرلو، زندوں کی نہ کرو، (السنن الکبری ج ۲ ص ۱۰ و سندہ صحیح)

تنبیہ: اس ترجمے میں اقتداء کا لفظ طبرانی کی روایت کے پیشِ نظر لکھا گیا ہے۔ (المعجم الکبیر ج ۹ ص ۱۶۶ ح ۸۷۶۴)

۲: امام وکیع بن الجراح (متوفی ۱۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ:

" حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن عبد الله بن سلمة عن معاذ قال: كيف أنتم عند ثلاث : دنيا تقطع رقابكم وزلة عالم وجدال منافق بالقرآن ؟فسكتوا، فقال معاذ بن جبل : أما دنيا تقطع رقابكم فمن جعل الله غناه في قلبه فقد هدى ومن لا فليس بنافعته دنياه وأما زلة عالم ، فإن اهتدى فلا تقلدوه دينكم وإن فتن فلا تقطعو منه آناتكم فإن المؤمن يفتن ثم يفتن ثم يتوب.."الخ

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جب تین باتیں (رونما) ہوں گی تو تمہارا کیا حال ہوگا؟ دنیا جب تمہاری گردنیں توڑ رہی ہوگی، اور عالم کی غلطی اور منافق کا قرآن لے کر جھگڑا (اور مناظرہ) کرنا؟ لوگ خاموش رہے تو معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: گردن توڑنے والی دنیا (یعنی کثرت مال ودولت) کے بارے میں سنو، اللہ نے جس کے دل کو بے نیاز کر دیا وہ ہدایت پا گیا اور جو بے نیاز نہ ہوا تو اسے دنیا فائدہ نہیں دے گی، رہا عالم کی غلطی کا مسئلہ تو (سنو) اگر وہ سیدھے راستے پر بھی (جا رہا) ہو تو اپنے دین میں اس کی تقلید نہ کرو اور اگر وہ فتنے میں مبتلا ہو جائے تو اس سے ناامید نہ ہو جاؤ. کیونکہ مؤمن بار بار فتنے میں مبتلا ہو جاتا ہے پھر (آخر میں) توبہ کر لیتا ہے۔ الخ

(کتاب الزھد ج ا ص ۲۹۹، ۳۰۰ ح ۷۱ وسندہ حسن)

شعبہ: ثقہ حافظ متقن ہیں (تقریب: ۲۷۹۰) عمرو بن مرہ کا ذکر گزر چکا ہے (ص 23) عبداللہ بن سلمہ (المرادی): ''**صدوق تغیر حفظه**'' ہیں (تقریب: ۳۳۶۴) عبداللہ بن سلمہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت عبداللہ بن سلمہ نے تغیر سے پہلے بیان کی ہے دیکھئے مسند الحمیدی بتحقیقی (ق ۱/۴۳، ۴۴ ح ۵۷) عمرو بن مرہ عن عبداللہ بن سلمہ کی سند کو درج ذیل محدثین نے صحیح و حسن قرار دیا ہے:

ابن خزیمہ (۲۰۸) وابن حبان (موارد ۱۹۶، ۱۹۷) والترمذی (۱۴۶) والحاکم (۱/۱۵۲، ۴/۱۰۷) والذھبی والبغوی وابن السکن وعبدالحق الاشبیلی رحمہم اللہ

حافظ ابن حجر اس سند کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: "**والحق أنه من قبيل الحسن يصلح للحجة**"
اور حق یہ ہے کہ یہ حسن کی قسم میں سے ہے اور حجت (استدلال پکڑنے) کے قابل ہے (فتح الباری ۱/۴۰۸ ح ۳۰۵)
معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا یہ قول درج ذیل کتابوں میں بھی ہے۔

کتاب الزھد لابي داوٗد (ح ۱۹۳ وقال محققہ: إسنادہ حسن، دوسرا نسخہ ص ۱۷۷ وقال محققوہ: إسنادہ حسن) حلیۃ الأولیاء لأبی نعیم (۵/۹۷) جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر (۲/۱۳۶ دوسرا نسخہ ۲/۱۱۱) الأحکام لابن حزم (۶/۲۳۶) اتحاف السادۃ المتقین (۱/۳۷۷، ۳۷۸ بلا سند) کنز العمال (۶/۴۸، ۴۹ ح ۴۳۸۸۱ بلا سند) العلل للدارقطنی (۶/۸۱ س ۹۹۲) اسے دارقطنی اور ابونعیم الأصبھانی نے صحیح قرار دیا ہے۔ حافظ ابن القیم نے فرمایا: ''وقد صح عن معاذ'' اور یہ معاذ سے صحیح (ثابت) ہے۔ (اعلام الموقعین ۲/۲۳۹)

تنبیہ بلیغ: صحابہ میں سے کوئی بھی اس مسئلے میں سیدنا ابن مسعود اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کا مخالف نہیں ہے لہذا اس پر صحابہ کا اجماع ہے کہ تقلید نہیں کرنی چاہئے والحمدللہ۔

((تقلید کا رد سلف صالحین سے))

۱: امام (عامر بن شراحیل) الشعبی (تابعی، متوفی ۱۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ: ''**ما حدثوك هؤلاء عن**

رسول الله ﷺ فخذ به و ما قالوه برأيهم فألقه فی الحش"

یہ لوگ، تجھے، رسول اللہ ﷺ کی جو حدیث بتائیں اسے (مضبوطی سے) پکڑ لو، اور جو (بات) وہ اپنی رائے سے کہیں اسے کوڑے کرکٹ پر پھینک دو (مسند الدارمی ۱/۶۷ ح ۲۰۶ وسندہ صحیح)

۲: امام حکم (بن عتیبہ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"**ليس أحد من الناس إلا وأنت آخذ من قوله أو تارك إلا النبی ﷺ**" لوگوں میں سے ہر آدمی کی بات آپ لے بھی سکتے ہیں اور رد بھی کر سکتے ہیں سوائے نبی ﷺ کے (آپ کی ہر بات لینا فرض ہے)

(الاحکام لابن حزم ۶/۲۹۳ وسندہ صحیح)

۳: ابراہیم النخعی رحمہ اللہ کے سامنے کسی نے سعید بن جبیر (تابعی رحمہ اللہ) کا قول پیش کیا تو انہوں نے فرمایا:

"**ما تصنع بحديث سعيد بن جبير مع قول رسول الله ﷺ**"؟

رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مقابلے میں تم سعید بن جبیر کے قول کا کیا کرو گے؟

(الاحکام لابن حزم ۶/۲۹۳ وسندہ صحیح)

۴: امام المزنی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"**اختصرت هذا الكتاب من علم محمد بن إدريس الشافعي رحمه الله و من معنى قوله لأ قربه على من أراده مع اعلاميه : نهيه عن تقليده و تقليد غيره ، لينظر فيه لحديثه ويحتاط فيه لنفسه**"

میں نے یہ کتاب (امام) محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ کے علم سے مختصر کی ہے تاکہ جو شخص اسے سمجھنا چاہے آسانی سے سمجھ لے، اس کے ساتھ میرا یہ اعلان ہے کہ امام شافعی نے اپنے تقلید اور دوسروں کی تقلید (دونوں) سے منع فرما دیا ہے تاکہ (ہر شخص) اپنے دین کو پیشِ نظر رکھے اور اپنی جان کے لئے احتیاط کرے۔ (الأم مختصر المزنی ص ۱)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"**كل ماقلت . وكان عن النبي (ﷺ) خلاف قولي مما يصح فحديث النبي (ﷺ) أولى، ولا تقلدوني**"

میری ہر بات جو نبی ﷺ کی صحیح حدیث کے خلاف ہو (چھوڑ دو) پس نبی ﷺ کی حدیث سب سے زیادہ بہتر ہے، اور میری تقلید نہ کرو (آداب الشافعی ومناقبہ لابن أبی حاتم ص ۵۱ وسندہ حسن)

۵: امام ابوداود السجستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

میں نے (امام) احمد (بن حنبل) سے پوچھا: کیا (امام) اوزاعی، (امام) مالک سے زیادہ متبع سنت ہیں؟ انہوں نے

فرمایا:" **لا تقلد دینک أحداً من ھؤ لاء**" الخ اپنے دین میں، ان میں سے کسی ایک کی بھی تقلید نہ کر۔ الخ
(مسائل أبی داؤد ص ۲۷۷)

۶: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ایک دن قاضی ابو یوسف کو فرمایا:

" **ویحک یا یعقوب ! لا تکتب کل ما تسمع مني فإني قد أری الرأي الیوم و أ ترکه غداً و أری الرأی غداً و أترکه بعد غدٍ**"

اے یعقوب (ابو یوسف) تیری خرابی ہو، میری ہر بات نہ لکھا کر، میری آج ایک رائے ہوتی ہے اور کل بدل جاتی ہے۔ کل دوسری رائے ہوتی ہے تو پھر پرسوں وہ بھی بدل جاتی ہے۔

(تاریخ یحیی بن معین ج ۲ ص ۶۰۷ ت ۲۴۶۱ وسندہ صحیح، وتاریخ بغداد ۴۲۴/۱۳)

۷: امام ابو محمد القاسم بن محمد بن القاسم القرطبی البیانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶ھ) نے تقلید کے رد پر:
" **کتاب الإیضاح فی الرد علی المقلدین** " لکھی (سیر أعلام النبلاء ۳۲۹/۱۳ ت ۱۵۰)

۸: امام ابن حزم نے فرمایا:
" **والتقلید حرام** " اور تقلید حرام ہے (النبذۃ الکافیۃ فی أحکام أصول الدین ص ۷۰)

اور فرمایا:" **والعامي والعالم فی ذلک سواء، وعلی کل أحد حظه الذي یقدر علیه من الإجتهاد** "

اور عامی و عالم (دونوں) اس (حرمتِ تقلید میں) ایک برابر ہیں، ہر ایک اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق اجتہاد کرے گا (النبذۃ الکافیۃ ص ۷۱)

حافظ ابن حزم الظاہری نے اپنی عقیدے والی کتاب میں لکھا ہے کہ:

" **ولا یحل لأحد أن یقلد أحداً ، لاحیاً ولا میتاً** "

کسی شخص کے لئے تقلید کرنا حلال نہیں ہے، زندہ ہو یا مردہ (کسی کی بھی تقلید نہیں کرے گا)

(کتاب الدرۃ فیما یجب اعتقاد ص ۴۲۷)

معلوم ہوا کہ تقلید نہ کرنے کا مسئلہ عقیدے کا مسئلہ ہے والحمدللہ

۹: امام ابو جعفر الطحاوی (حنفی !؟) سے مروی ہے کہ:

" **وھل یقلد إلا عصبي أو غبي** " تقلید تو صرف وہی کرتا ہے جو متعصب اور بے وقوف ہوتا ہے۔

(لسان المیزان ۲۸۰/۱)

۱۰: عینی حنفی (!) نے کہا:

" **فالمقلد ذھل والمقلد جھل وآفة کل شئ من التقلید** " پس مقلد غلطی کرتا ہے اور مقلد جہالت کا ارتکاب

کرتا ہے اور ہر چیز کی مصیبت تقلید کی وجہ سے ہے۔ (البنایۃ شرح الھدایہ ج ۱ ص ۳۱۷)

۱۱: زیلعی حنفی (!) نے کہا:

" فالمقلد ذهل و المقلد جهل " پس مقلد غلطی کرتا ہے اور مقلد جہالت کا ارتکاب کرتا ہے۔

(نصب الرایہ ج ۱ ص ۲۱۹)

۱۲: امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تقلید کے خلاف زبردست بحث کرنے کے بعد فرمایا:

" وأما أن يقول قائل : إنه يجب على العامة تقليد فلان أو فلان ، فهذا لا يقوله مسلم "

اور اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ: عوام پر فلاں یا فلاں کی تقلید واجب ہے، تو یہ قول کسی مسلمان کا نہیں ہے۔

(مجموع فتاوی ابن تیمیہ ج ۲۲ ص ۲۴۹)

امام ابن تیمیہ خود بھی تقلید نہیں کرتے تھے، دیکھئے اعلام الموقعین (ج ۲/ ۲۴۱، ۲۴۲)

حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ:

"ولا يجب على أحد من المسلمين تقليد بعينه من العلماء في كل ما يقول، ولا يجب على أحد من المسلمين التزام مذهب شخص معين غير الرسول ﷺ في كل ما يوجبه و يخبر به "

کسی ایک مسلمان پر بھی علماء میں سے کسی ایک متعین عالم کی ہر بات میں، تقلید واجب نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کے علاوہ، کسی شخص متعین کے مذہب کا التزام کسی ایک مسلمان پر واجب نہیں ہے کہ ہر چیز میں اسی کی پیروی شروع کردے۔

(مجموع فتاوی ۲۰/ ۲۰۹)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ مزید فرماتے ہیں کہ:

" .. من نصب إماماً فأوجب طاعته مطقاً اعتقاداً أوحالاً فقد ضل في ذلک کأئمة الضلال الرافضة الإمامية "

جس شخص نے ایک امام مقرر کر کے مطلقاً اس کی اطاعت واجب قرار دے دی، چاہے عقیدتاً ہو یا عملاً، تو ایسا شخص گمراہ رافضیوں امامیوں کے سرداروں کی طرح گمراہ ہے (مجموع فتاوی ۱۹/ ۶۹)

۱۳: علامہ سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے ایک کتاب لکھی " کتاب الرد على من أخلد إلى الأرض و جهل أن الإجتهاد في كل عصر فرض " مطبوعہ: عباس أحمد الباز، دار الباز مکۃ المکرّمہ، اس کتاب میں انہوں نے "باب فساد التقلید" کا باب باندھا ہے (ص ۱۲۰) اور تقلید کا رد کیا ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆

قسط:سوم حافظ زبیر علی زئی

دین میں تقلید کا مسئلہ

علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ:

" والذی یجب أن یقال: کل من انتسب إلی إمام غیر رسول الله ﷺ یوالي علی ذلک ویعادي علیه فهو مبتدع خارج عن السنة والجماعة ، سواء کان فی الأصول أو الفروع"

یہ کہنا واجب (فرض) ہے کہ ہر وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے امام سے منسوب ہو جائے ، اس انتساب پر وہ دوستی رکھے اور دشمنی رکھے تو یہ شخص بدعتی ہے، اہلِ سنت والجماعت سے خارج ہے، چاہے (انتساب) اصول میں ہو یا فروع میں (الکنز المدفون والفلک المشحون ص:۱۴۹)

۱۴: الشیخ العالم الکبیر المحدث محمد فاخر بن محمد یحیی بن محمد امین العباسی السّلفی، الہ آبادی (پیدائش ۱۱۲۰ھ وفات ۱۱۶۴ھ) تقلید نہیں کرتے تھے بلکہ کتاب وسنت کے دلائل پر عمل کرتے اور خود اجتہاد کرتے تھے۔

(دیکھئے نزھۃ الخواطر ج ٦ ص ۳۵۱ ت ٦۳٦)

امام محمد فاخر الہ آبادی فرماتے ہیں کہ:

"تقلید کا معنی دلیل معلوم کئے بغیر کسی کے قول پر عمل کرنا ہے۔ کسی روایت کو قبول کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کو تقلید نہیں کہتے ، اہلِ علم کا اجماع ہے کہ اصولِ دین میں تقلید کرنا ممنوع ہے، جمہور کے نزدیک کسی خاص مذہب کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اجتہاد واجب ہے۔۔ تقلید کی بدعت چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی ہے"

(رسالہ نجاتیہ ص ۴۱، ۴۲)

محدث فاخر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"طالبِ نجات کے لئے لازم ہے کہ پہلے کتاب وسنت کے مطابق اپنے عقائد درست کرے اور اس بارہ میں کسی کے قول وفعل کی طرف قطعاً توجہ نہ دے" (رسالہ نجاتیہ ص ١٧)

نیز فرماتے ہیں کہ:

''اہلِ سنت کے تمام مذاھب میں حق موجود ہے،اور ہر مذھب کے بانی کو حق سے کچھ نہ کچھ حصہ ملا ہے،مگر اہلِ حدیث کا مذھب دیگر سب مذاھب سے زیادہ حق پر ہے''(نجاتیہ ص ۴۱)

تنبیہ: علامہ محمد فاخر رحمہ اللہ کی وفات ۱۱۶۴ھ کے بہت بعد میں بانی مدرسہ دیو بند: محمد قاسم نانوتوی صاحب (پیدائش ۱۲۴۸ء) اور بانی مدرسہ بریلی: احمد رضا خان بریلوی صاحب (پیدائش ۱۲۷۲ھ) پیدا ہوئے تھے۔

۱۵: الشیخ الإمام صالح بن محمد العمری الفلانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۱۸ھ) نے تقلید کے رد میں ایک زبردست کتاب لکھی ہے " ایقاظ هم أولی الأبصار للاقتداء بسید المهاجرین والأنصار و تحذیرهم عن الابتداع الشائع فی القری والأمصار، من تقلید المذاهب مع الحمیة والعصبیة بین فقهاء الأعصار"

۱۶: شیخ حسین بن محمد بن عبدالوھاب اور شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوھاب رحمہما اللہ نے فرمایا:

" عقیدة الشیخ محمد رحمه الله .. اتباع ما دل علیه الدلیل من کتاب الله و سنة رسول الله ﷺ وعرض أقوال العلماء علی ذلک فما وافق کتاب الله وسنة رسوله قبلناه وأفتینا به وما خالف ذلک رددناه علی قائله"

شیخ محمد (بن عبدالوھاب) رحمہ اللہ کا عقیدہ یہ ہے کہ۔جس پر کتاب وسنت کی دلیل ہو اس کی اتباع کی جائے اور علماء کے اقوال کو (کتاب وسنت) پر پیش کرنا چاہیئے، جو کتاب وسنت کے موافق ہوں انہیں ہم قبول کرتے ہیں اور ان پر فتوی دیتے ہیں اور جو (کتاب وسنت) کے مخالف (اقوال) ہیں ہم انہیں رد کر دیتے ہیں۔

(الدرر السنیہ ۲۱۹/۱،۲۲۰، دوسرا نسخہ ۱۲/۴ ۔۱۴ والاقناع بما جاء عن أئمة الدعوة من الأقوال فی الاتباع ص ۲۷)

۱۷: عبدالعزیز بن محمد بن سعود رحمہ اللہ (سعودی عرب کے بادشاہ) سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی مذاھبِ مشہورہ کی تقلید نہیں کرتا، کیا یہ شخص نجات پا جائے گا؟ سلطان عبدالعزیز نے کہا:

" من عبد الله وحده لا شریک له ، فلم یستغث إلا الله ولم یدع إلا الله وحده ولم یذبح إلا لله وحده ولم ینذر إلا لله وحده ولم یتوکل إلا علیه ویذب عن دین الله وعمل بما عرف من ذلک بقدر استطاعته فهو ناجٍ بلاشک وإن لم یعرف هذه المذاهب المشهورة "

جو شخص ایک اللہ، لاشریک لہ کی عبادت کرے، استغاثہ صرف اسی سے کرے، دعا صرف ایک اللہ ہی سے مانگے ذبح بھی ایک اللہ ہی کے لئے کرے، نذر بھی صرف اسی کی ہی مانے، صرف اسی پر توکل کرے، اللہ کے دین کا دفاع کرے اور اس میں سے جو معلوم ہو حسب استطاعت اس پر عمل کرے تو یہ شخص بغیر کسی شک کے نجات پانے والا ہے، اگرچہ اسے ان مذاھبِ مشہورہ کا پتہ ہی نہ ہو۔(الدرر السنیۃ ۱۷۰/۲ - ۱۷۳ طبع جدیدہ، والاقناع ص ۳۹ - ۴۱)

۱۸: سعودی عرب کے مفتی شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے فرمایا:

" وأنا الحمد لله - لست بمتعصب ولكني أحكم الكتاب والسنة وأبني فتاواي على ماقاله الله ورسوله، لا على تقليد الحنابلة ولا غيرهم "

میں، بحمد للہ، متعصب نہیں ہوں، لیکن میں کتاب وسنت کے مطابق فیصلے کرتا ہوں۔ میرے فتووں کی بنیاد قال اللہ اور قال الرسول پر ہے، حنابلہ یا دوسروں کی تقلید پر نہیں ہے۔ (المجلۃ رقم: ۸۰۶ تاریخ ۲۵ صفر ۱۴۱۶ھ ص ۲۳ والاقناع ص ۹۲)

۱۹: یمن کے مشہور سلفی عالم شیخ مقبل بن ھادی الوادعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

" التقليد حرام، لا يجوز لمسلم أن يقلد في دين الله .. " تقلید حرام ہے، کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ کے دین میں (کسی کی) تقلید کرے۔ (تحفۃ المجیب علی أسئلۃ الحاضر والغریب ص ۲۰۵)

شیخ مقبل رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ:

" فالتقليد لا يجوز والذين يبحون تقليد العامي للعالم نقول لهم : أين الدليل ؟ "

پس تقلید جائز نہیں ہے اور جو لوگ عامی (جاہل) کیلئے تقلید جائز قرار دیتے ہیں ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ (اس کی) دلیل کیا ہے؟ (ایضاً ص ۲۶)

شیخ مقبل بن ھادی رحمہ اللہ طالب علموں کو نصیحت فرماتے ہیں کہ:

" نصيحتي لطلبة العلم: الإبتعاد عن التقليد ، قال الله سبحانه و تعالیٰ ﴿ وَلَا تَقْفُ مَالَيْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ ﴾

طالب علموں کو میری یہ نصیحت ہے کہ وہ تقلید سے دور رہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جس کا تجھے علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ چل۔ (غارۃ الأشرطۃ علی أھل الجھل والسفسطۃ ص ۱۱، ۱۲)

۲۰: مدینہ طیبہ کے خالص عربی، سلفی شیخ محمد بن ھادی بن علی المدخلی حفظہ اللہ نے تقلید کے رد پر ایک کتاب لکھی ہے **" الاقناع بما جاء عن أئمة الدعوة من الأقوال في الإتباع "**

میں جب شیخ کے گھر گیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے یہ کتاب مجھے دی۔ والحمدللہ

اس طرح کے اور بے شمار حوالے ہیں، ان سے ثابت ہے کہ تقلید کے رد پر خیر القرون میں اجماع تھا اور بعد میں جمہور کا یہ مسلک و مذھب و تحقیق ہے کہ تقلید جائز نہیں ہے۔

تنبیہ (۱): امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے لکھا ہے کہ:

" وأما من يسوغ له التقليد فهو العامي الذي لا يعرف طرق الأحكام الشرعية فيجوزله أن يقلد عالماً و يعمل بقوله: قال الله تعالیٰ ﴿ فَسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ "

تقلید جس کے لئے جائز ہے وہ ایسا عامی (جاھل) ہے جو شرعی احکام کے دلائل نہیں جانتا، اس کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی عالم کی تقلید کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر (علماء) سے پوچھ لو۔ (الفقیہ والمتفقہ ۶۸/۲)

حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ:

" وھذا کلہ لغیر العامة فإن العامة لابدلها من تقلید علماء ھا عند النازلة تنزل بها لأنها لا تتبین موقع الحجة و لا تصل بعدم الفھم إلی علم ذلک "

یہ سب (تقلید کی نفی) عوام کے علاوہ (یعنی علماء) کے لئے ہے۔ رہے عوام تو ان پر مسئلہ پیش آنے کی صورت میں، ان کے علماء کی تقلید ضروری ہے۔ کیونکہ انہیں دلیل معلوم نہیں ہوئی اور عدمِ علم کی وجہ سے وہ اس کے فہم تک نہیں پہنچ سکتے۔

(جامع بیان العلم وفضلہ ۱۱۴/۲، الرد علی من أخلد إلی الأرض ص ۱۲۳)

اس طرح کے اقوال بعض دوسرے علماء کے بھی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ عامی (جاھل) عالم سے مسئلہ پوچھ کر اس پر عمل کرے گا، اور یہ تقلید ہے۔

عرض ہے کہ عامی (جاہل) کا عالم سے مسئلہ پوچھنا بالکل صحیح ہے لیکن گزشتہ صفحات میں باحوالہ ذکر کر دیا گیا ہے کہ یہ تقلید نہیں ہے (بلکہ اتباع واقتداء ہے) مثلاً دیکھئے ص ۲ وغیرہ، اسے تقلید کہنا غلط ہے۔

عامی دو اجتہاد کرتا ہے:

۱: وہ صحیح العقیدہ اہلِ سنت کے عالم کا انتخاب کرتا ہے، اگر وہ بدقسمتی سے کسی اہلِ بدعت کے عالم کا انتخاب کرلے تو پھر صحیح بخاری کی حدیث: " فیضلون و یضلون "پس وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (البخاری: ۷۳۰۷، اور یہی مضمون ص ۲۲) کی رو سے گمراہ ہوسکتا ہے۔

۲: وہ صحیح العقیدہ اہلِ سنت کے عالم کے پاس جا کر مسئلہ پوچھتا ہے کہ مجھے دلیل سے جواب دو، عامی کا یہی اجتہاد ہے۔ نیز دیکھئے مجموع فتاوی ابن تیمیہ (۲۰۴/۲۰) واعلام الموقعین (۲۱۶/۴) وایقاظ ھمم أولی الابصار (ص ۳۹)

عامی سے مراد: " الصرف الجاھل الذي لا یعرف معنی النصوص والأحادیث وتأویلاتها "

جاہل محض، جو نصوص واحادیث کا معنی اور تاویل نہیں جانتا۔ (خزانۃ الروایات، بحوالہ ایقاظ ھمم أولی الأبصار ص ۳۸)

عامی اگر جنگل میں ہو اور قبلہ کی سمت اسے معلوم نہ ہو وہ نماز پڑھنے کے لئے اجتہاد کرلے گا۔

ایک عامی (مثلاً دیوبندی) اپنے مولوی، مثلاً یونس نعمانی (دیوبندی) سے مسئلہ پوچھ کر اگر اس پر عمل کرے تو کوئی بھی یہ نہیں کہتا ہے کہ یہ عامی یونس نعمانی کا مقلد ہوگیا ہے اور اب یہ حنفی نہیں بلکہ یونسی ہے۔!!

تنبیہ (۲): خطیب بغدادی وابن عبدالبر وغیرھما نے علماء کے لئے تقلید کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اس کے برعکس دیوبندی و بریلوی حضرات یہ کہتے پھرتے ہیں کہ عالم پر بھی تقلید واجب ہے۔ اسی وجہ سے ان کے نام نہاد علماء بھی اہلِ تقلید کہلاتے

ہیں۔

تنبیہ(۳): بعض علماء کے ساتھ حنفی وشافعی و مالکی وحنبلی کا سابقہ ولاحقہ لگا ہوتا ہے جس سے بعض لوگ یہ استدلال کرتے ہیں کہ یہ علماء مقلدین میں سے تھے۔اس استدلال کے باطل ہونے کے چند دلائل درج ذیل ہیں۔

۱: حنفی وشافعی علماء نے خود تقلید پر شدید رد کر رکھا ہے۔ دیکھئے ص ۲۸ حوالہ: ۹ (ابوجعفر الطحاوی)، ص ۲۸ حوالہ: ۱۰ (العینی) وص ۲۹ حوالہ: ۱۱ (الزیلعی) وغیرہ،

۲: ان علماء سے مروی ہے کہ وہ تقلید کا انکار کرتے تھے۔شافعیوں کے علماء: ابوبکر القفال، ابوعلی اور قاضی حسین سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: " **لسنا مقلدين للشافعي ، بل وافق رأينا رأيه** "

ہم (امام) شافعی کے مقلد نہیں ہیں بلکہ ہماری رائے (اجتہاد کی وجہ سے) ان کی رائے کے موافق ہوگئی ہے۔

(النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر رطبقات الفقہاء، تصنیف عبدالحئی لکھنوی ص ۷، تقریرات الرافعی ج ا ص ۱۱ والتقریر التحبیر ج ۳ ص ۴۵۳)

علماء خود اعلان کر رہے ہیں کہ ہم مقلدین نہیں ہیں اور مقلدین یہ شور مچا رہے ہیں کہ یہ علماء ضرور مقلدین ہیں، **سُبحَانَکَ ھٰذَا بُھتَانٌ عَظِیمٌ**

۳: کسی مستند عالم سے یہ قول ثابت نہیں ہے کہ " **انا مقلد** " میں مقلد ہوں!!

تنبیہ(۴): بعض علماء کو طبقات الشافعیہ وطبقات الحنفیہ وطبقات المالکیہ وطبقات الحنابلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ اس کی دلیل نہیں ہے کہ یہ علماء: مقلدین تھے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ طبقات الحنابلہ (ج ا ص ۲۸۰) وطبقات المالکیہ (الدیباج المذہب ص ۳۲۶ ت ۴۳۷) میں مذکور ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ طبقات مالکیہ وطبقات حنابلہ میں مذکور ہیں۔ کیا یہ دونوں امام بھی مقلدین میں سے تھے؟ اصل وجہ یہ ہے کہ استادی شاگردی یا اپنے نمبر بڑھانے وغیرہ کیلئے ان علماء کو ان کتبِ طبقات میں ذکر کر دیا گیا ہے، یہ ان کے مقلد ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ اس طویل تمہید کے بعد اب ماسٹر امین اوکاڑوی صاحب کے رسالے " تحقیق مسئلہ تقلید " کا جواب پیش خدمت ہے شروع میں ماسٹر صاحب کی عبارت کا عکس اور اس کے بعد علی الترتیب جوابات لکھ دیئے گئے ہیں والحمدللہ، **وما توفيقي إلا بالله** ،

سکینگ

ٹائٹل:

(۱) تحقیق کا لفظ تقلید کی ضد ہے۔ جب تحقیق ہوگی تو تقلید ختم ہو جائے گی۔ تقلید آتی ہی اس وقت ہے جب تحقیق نہ ہو۔ ایک غالی دیوبندی مولوی امداد الحق شیووی ''فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی'' نے صاف صاف لکھا ہے کہ:

''حققوا و لا تقلدوا '' (حقیقت حقیقت الالحاد ص ۲۳۱ مطبوعہ: اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی نمبر ۵)

شیووی کی عبارت کا ترجمہ: ''تحقیق کرو اور تقلید نہ کرو''

معلوم ہوا کہ تقلید تحقیق کی ضد ہے۔ والحمد للہ

تحقیق اور تقلید ایک دوسرے کی ضد اور نقیض ہیں۔ تحقیق کا مادہ ''حق'' ہے۔ جس کا معنی ثابت شدہ بات صحیح بات وغیرہ ہے۔ اور ''تحقیق'' کا معنی ثابت کرنا، صحیح بات تک پہنچنا ہے جبکہ ''تقلید'' اس کے بالکل برعکس: غیر ثابت باتوں کو ماننا اور اپنانا ہے۔

(۲) محمد امین صفدر صاحب، حیاتی دیوبندیوں کے مشہور مناظر تھے۔ راقم الحروف نے ان کا تفصیلی رد ''امین اوکاڑوی کا تعاقب'' / ''تحقیق جزء رفع الیدین'' اور ''تحقیق جزء القراۃ للبخاری'' میں لکھا ہے۔ اوکاڑوی صاحب کے اکاذیب وافتراءات پر علیحدہ کتاب مرتب کرنے کا پروگرام ہے۔ فی الحال ان کے دس جھوٹ پیشِ خدمت ہیں:

۱: امین اوکاڑوی نے کہا: ''اس کا راوی احمد بن سعید دارمی مجسمہ فرقہ کا بدعتی ہے''

(مسعودی فرقہ کے اعتراضات کے جوابات ص ۴۱، ۴۲ تجلیات صفدر، طبع جمیعۃ اشاعۃ العلوم الحنفیہ ج ۲ ص ۳۴۸، ۳۴۹)

تبصرہ: امام احمد بن سعید الدارمی رحمہ اللہ کے حالات تہذیب التہذیب (۱/۳۱، ۳۲) وغیرہ میں مذکور ہیں۔ وہ صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہما کے راوی اور بالاتفاق ثقہ ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان کی تعریف کی۔ حافظ ابن حجر العسقلانی نے کہا: ''ثقة حافظ'' (تقریب التھذیب: ۳۹)

ان پر کسی محدث یا امام یا عالم نے، مجسمہ فرقے میں سے ہونے کا الزام نہیں لگایا۔

۲: اوکاڑوی نے کہا: ''رسول اقدس ؐ نے فرمایا: '' لاجمعة الا بخطبة '' خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا''

(مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۱۶۹ طبع جون ۱۹۹۳ء)

تبصرہ: ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث: رسول اللہ ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔ مالکیوں کی غیر مستند کتاب ''المدونہ'' میں ابن شھاب (الزھری) سے منسوب ایک قول لکھا ہوا ہے کہ:

'' بلغني أنه لا جمعة إلا بخطبة فمن لم يخطب صلى الظهر أربعاً'' (ج ۱ ص ۱۴۷)

اس غیر ثابت قول کو اوکاڑوی صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے صراحۃً منسوب کر دیا ہے۔

۳: اوکاڑوی نے کہا: ''برادران اسلام، اللہ تعالیٰ نے جس طرح کافروں کے مقابلے میں ہمارا نام مسلم رکھا، اسی طرح اہلِ حدیث کے مقابلے میں آنحضرت ﷺ نے ہمارا نام اہلسنت والجماعت رکھا''

(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۳۶ طبع نومبر ۱۹۹۵ء)

تبصرہ: کسی ایک حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ نے اہلِ حدیث کے مقابلے میں دیوبندیوں کا نام: اہل سنت والجماعت نہیں رکھا۔ یہ بات عام علماءِ حق کو معلوم ہے کہ دیوبندی حضرات اہلِ سنت والجماعت نہیں ہیں بلکہ نرے صوفی، وحدت الوجودی اور غالی مقلد ہیں۔

۴: اوکاڑوی نے صحاح ستہ کے مرکزی راوی ابن جریج کے بارے میں کہا:

''یہ بھی یاد رہے کہ یہ ابن جریج وہی شخص ہیں جنہوں نے مکہ میں متعہ کا آغاز کیا اور نوے عورتوں سے متعہ کیا'' (تذکرۃ الحفاظ)'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۶۴)

تبصرہ: تذکرۃ الحفاظ للذھبی (ج ۱ ص ۱۶۹ تا ۱۷۱) میں ابن جریج کے حالات مذکور ہیں مگر ''متعہ کا آغاز'' کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ خالص اوکاڑوی جھوٹ ہے۔ رہی یہ بات کہ ابن جریج نے نوے عورتوں سے متعہ کیا تھا بحوالہ تذکرۃ الحفاظ (ص ۱۷۰، ۱۷۱) یہ بھی ثابت نہیں ہے کیونکہ امام ذھبی نے ابن عبدالحکم تک کوئی سند بیان نہیں کی۔

سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں کہ: ''اور بے سند بات حجت نہیں ہوسکتی'' (احسن الکلام ج ۱ ص ۳۲۷ طبع: باردوم)

۵: ایک مردود روایت کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ''مگر تاہم طحاوی ج ۱/ص ۱۶۰ پر تصریح ہے کہ مختار نے یہ حدیث بذاتِ خود حضرت علیؓ سے سنی۔'' (جزء القرأۃ للبخاری، تحریفات: اوکاڑوی ص ۵۸ تحت ح ۳۸)

تبصرہ: معانی الآثار للطحاوی (بیروتی نسخہ ۱/۲۱۹، نسخہ ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل پاکستان چوک کراچی ج ۱ ص ۱۵۰) میں لکھا ہوا ہے کہ: '' عن المختار بن عبد الله بن أبي ليلىٰ قال: قال علي رضى الله عنه ''

یہ بات عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ ''قال'' اور ''سمعت'' میں بڑا فرق ہے۔ قال (اس نے کہا) کا لفظ تصریح سماع کی لازمی دلیل نہیں ہوتا، جزء القرأت کی ایک روایت میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

'' قال لنا أبو نعيم '' (ح ۴۸) اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اوکاڑوی فرماتے ہیں کہ: ''اس سند میں نہ بخاریؒ کا سماع ابونعیم سے ہے اور ابن ابی الحسناء بھی غیر معروف ہے'' (جزء القرأت مترجم ص ۶۴)

۶: اوکاڑوی نے کہا: ''اور دوسرا صحیح السند قول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: **لا يقرؤا خلف الامام** کہ امام کے پیچھے کوئی شخص قرأت نہ کرے (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱/ص ۳۷۶)'' (جزء القرأۃ، ترجمہ وتشریح: امین اوکاڑوی ص ۶۳ تحت ح ۴۷)

(۱) یعنی سفر کا تمام کلام عربی زبان میں تھا جس کا مفہوم اردو قالب میں ڈھالا گیا ہے۔ اسے خوب یاد رکھیں۔

تبصرہ: ان الفاظ کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ میں آپ ﷺ کی کوئی حدیث موجود نہیں ہے، بلکہ یہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے جسے اوکاڑوی صاحب نے مرفوع حدیث بنالیا ہے۔

۷: اوکاڑوی نے کہا: ''حضرت عمرؓ نے حضرت نافع اور انس بن سیرین کو فرمایا: **تکفیک قراءة الامام** تجھے امام کی قرأت کافی ہے'' (جزء القرأۃ/اوکاڑوی ص ٦٦ تحت ح ٥١)

تبصرہ: انس بن سیرین رحمہ اللہ ۳۳ھ یا ۳۴ھ میں پیدا ہوئے (تہذیب التہذیب: ۱/۳۷۴) اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ۲۳ھ میں شہید ہوئے (تقریب التہذیب: ۴۸۸۸) نافع نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا (اتحاف المھرۃ للحافظ ابن حجر ۱۲/۳۸٦ قبل ح ۱۵۸۱۰) معلوم ہوا کہ انس بن سیرین اور نافع دونوں، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں موجود ہی نہیں تھے تو ''کو فرمایا'' سراسر جھوٹ ہے جسے اوکاڑوی صاحب نے گھڑ لیا ہے۔

۸: اوکاڑوی نے کہا: ''تقلید شخصی کا انکار ملکہ وکٹوریہ کے دور میں شروع ہوا اس سے پہلے اس کا انکار نہیں بلکہ سب لوگ تقلید شخصی کرتے تھے۔'' (تجلیات صفدر ج ۲ ص ۱۰۱۴ نسخہ فیصل آباد)

تبصرہ: احمد شاہ درانی کو شکست دینے والے مغل بادشاہ احمد شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ (دور حکومت ۱۱٦۱ھ تا ۱۱٦۷ھ) کے عہد میں فوت ہو جانے والے شیخ محمد فاخر الہ آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱٦۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

''جمہور کے نزدیک کسی خاص مذھب کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اجتہاد واجب ہے۔ تقلید کی بدعت چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی ہے'' (رسالہ نجاتیہ ص ۴۱، ۴۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ نے تقلید شخصی کی مخالفت کی ہے (دیکھئے یہی مضمون ص ۲۹)

امام ابن حزم نے اعلان کیا ہے کہ: ''**والتقلید حرام**'' اور (عامی ہو یا عالم) تقلید حرام ہے۔

(النبذۃ الکافیۃ ص ۷۰، ۷۱ و یہی مضمون ص ۲۸)

یہ سب ملکہ وکٹوریہ سے بہت پہلے گزرے ہیں۔

۹: اوکاڑوی نے کہا: ''یہی وجہ ہے کہ سب محدثین ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کے مقلد ہیں''

(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ٦۲ طبع اول ۱۹۹۵ء)

تبصرہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) سے محدثین کرام کے بارے میں پوچھا گیا کہ ''**هل كان هؤلاء مجتهدين لم يقلدوا أحداً من الأئمة، أم كانوا مقلدين**'' کیا یہ لوگ مجتہدین تھے، انہوں نے ائمہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کی یا یہ مقلدین تھے؟ (مجموع فتاوی ج ۲۰ ص ۳۹) تو شیخ الاسلام نے جواب دیا:

''**الحمد لله رب العالمين، أما البخاري و أبو داود فإما مان في الفقه من أهل الاجتهاد، وأما مسلم والترمذي والنسائي و ابن ماجه وابن خزيمة و أبو يعلى والبزار و نحوهم فهم على مذهب أهل**

الحديث ، ليسوا مقلدين لواحد بعينه من العلماء ، ولا هم من الأئمة المجتهدين على الاطلاق"
بخاری اور ابوداؤد تو فقہ کے امام (اور) مجتہد (مطلق) تھے۔ رہے امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابویعلی اورالبزار وغیرہم تو وہ اہلِ حدیث کے مذہب پر تھے، علماء میں سے کسی کی تقلید معین کرنے والے، مقلدین نہیں تھے، اور نہ مجتہد مطلق تھے" (مجموع فتاوی ج ۲۰ ص ۴۰)

یہ عبارت اس مفہوم کے ساتھ درج ذیل کتابوں میں بھی ہے۔
توجيه النظر إلى أصول الأثر للجزائري ص (۱۸۵) الکلام المفید فی اثبات التقلید ،تصنیف سرفراز خان صفدر دیوبندی ص (۱۲۷ طبع ۱۴۱۳ھ) ماتمس إلیہ الحاجۃ لمن یطالع سنن ابن ماجہ (ص ۲۶)
تنبیہ: شیخ الاسلام کا ان کبار ائمہ حدیث کے بارے میں یہ کہنا کہ "نہ مجتہد مطلق تھے" محلِ نظر ہے۔ **رحمه الله رحمة واسعة ،**

۱۰: اوکاڑوی صاحب نے امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں کہا:
"میں نے کہا: سرے سے یہ ثابت نہیں کہ عطاء کی ملاقات دوسو صحابہ سے ہوئی ہو اور یہ تو بالکل ہی غلط ہے کہ ابن زبیرؓ کے وقت تک کسی ایک شہر میں دوسو صحابہ موجود ہوں"
(تحقیق مسئلہ آمین ص ۴۴ و مجموعہ رسائل ج ا ص ۱۵۶، طبع اکتوبر ۱۹۹۱ء)

دوسرے مقام پر یہی اوکاڑوی صاحب اعلان کرتے ہیں کہ:
"مکہ مکرمہ بھی اسلام اور مسلمانوں کا مرکز ہے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح یہاں کے مفتی ہیں۔ دوسو صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہے" (نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کی شرعی حیثیت ص ۹، و مجموعہ رسائل ج ا ص ۲۶۵)
تبصرہ: ان دونوں عبارتوں میں ایک عبارت بالکل جھوٹ ہے۔ اوکاڑوی صاحب کے دس اکاذیب کا بیان ختم ہوا۔
(باقی آئندہ)

دین میں تقلید کا مسئلہ

الجواب:

(۱) بے دلیل پیروی کو تقلید کہتے ہیں دیکھئے حسن اللغات (ص۲۱۶) اور یہی مضمون ص ا

(۲) گزشتہ صفحات پر یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ تقلید اور اتباع و اقتداء میں فرق ہے۔ اگر بلا دلیل ہو تو تقلید ہے اور اگر بادلیل ہو تو اقتداء و اتباع ہے۔

اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ:

''تقلید کہتے ہیں امتی کا قول ماننا بلا دلیل ۔۔اللہ اور رسول کا حکم ماننا تقلید نہ کہلائیگا وہ اتباع کہلاتا ہے''
(الافاضات الیومیہ ۳/۱۵۹، اور یہی مضمون ص ۵)

(۳) قلادہ علیحدہ لفظ ہے اور تقلید علیحدہ لفظ ہے۔

(۴) اشرف علی تھانوی صاحب دیوبندیوں کے ''حکیم الامت'' ہیں۔ بریلوی حضرات انہیں سخت گمراہ اور گستاخِ رسول (ﷺ) سمجھتے ہیں۔ تھانوی صاحب اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''اور اگر مجھ پر اطمینان ہو تو میں مطلع کرتا ہوں کہ میں جلاہا نہیں ہوں۔ رہا جاہل ہونا اس کا البتہ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں جاھل بلکہ اجھل ہوں'' (اشرف السوانح، قدیم ج ا ص ۶۹ وجدید ج ا ص ۲۷)

اشرف علی تھانوی صاحب نے مزید فرمایا کہ:

''ہمارے محاورہ میں ھُد ھُد بے وقوف کو کہتے ہیں اور میں بھی بے وقوف ہی سا ہوں مثل ھُد ھُد کے''

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ/ملفوظات حکیم الامت ج ا ص ۲۶۶ ملفوظ نمبر ۴۰۰، واکاذیب آلِ دیوبند ص ۸۹)

تھانوی صاحب کا ارشاد ہے کہ:

''اور میں اس قدر بکی ہوں کہ ہر وقت بولتا ہی رہتا ہوں مگر پھر بھی نہ معلوم لوگ کیوں اس قدر مجھ کو ہوا بنائے ہوئے ہیں'' (ملفوظات حکیم الامت ج ا ص ۳۸ ملفوظ ۱۵ وقصص الاکابر ص ۳۰۱)

تھانوی صاحب مزاح میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

''میں نے قصائی کا دودھ پیا ہے اس لئے بھی میرے مزاج میں حدت ہے مگر الحمدللہ شدت نہیں''
(اشرف السوانح ج ا ص ۱۸، دوسرا نسخہ ج ا ص ۲۱)

(۵) یہ ساری تعریف خود ساختہ اور من گھڑت ہے۔ اس کی تردید کے لئے یہی کافی ہے کہ خود تھانوی صاحب نے بے دلیل بات ماننے کو تقلید اور اللہ ورسول کا حکم ماننے کو اتباع قرار دیا ہے، دیکھئے ص ۵

(۶) گزشتہ صفحات پر یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ حدیث (یعنی روایت) ماننا تقلید نہیں ہے دیکھئے ص ۲، وغیرہ، کسی ایک امام یا مستند عالم نے روایت ماننے کو تقلید نہیں کہا۔ امام ابوحنیفہ بھی تو روایتیں مانتے تھے۔ کیا وہ مجتہد نہیں بلکہ صرف مقلد ہی تھے؟

(۷) صحیح یا ضعیف ماننا تقلید نہیں ہے۔ اسی طرح راوی پر جرح (وتعدیل) ماننا بھی تقلید نہیں ہے۔ امام ابواسحاق ابراھیم بن محمد الاسفرائنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: " ولا یکون تقلیداً فی جرحه لأن هذا دلیله و حجته "

اور اس کی جرح مان لینا تقلید نہیں ہے کیونکہ یہی اس کی دلیل اور حجت ہے۔
(جواب الحافظ المنذری عن أسئلة الجرح والتعدیل ص ۶۳، ۶۴)

(۸) یہ ساری شقیں خود ساختہ، من گھڑت اور مردود ہیں۔ اوکاڑوی صاحب نے ان کی تائید کے لئے کسی مستند عند الفریقین عالم کا کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔

ttings\Administrator\Desktop\Graphic1.T
not found.

الجواب: ص۴

(۱) تقلید کے بارے میں لغت اور اصول فقہ سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ بے دلیل پیروی اور اندھا دھند بے سوچے سمجھے اتباع کا نام ہے۔ دیکھئے ص ۱ تا ۱۰

ظاہر ہے کہ دین میں غیر نبی کی: بے دلیل، اندھا دھند اور بے سوچے سمجھے پیروی کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ لہذا اسے جائز قرار دینا غلط ہے۔

(۲) گزشتہ صفحات میں یہ بھی ثابت کر دیا گیا ہے کہ مقلدین حضرات مثلاً دیوبندیہ و بریلویہ: اللہ ورسول کے مقابلے میں اپنے مزعوم امام یا مزعوم فقہ ونظریات کی تقلید کرتے ہیں، دیکھئے ص ۱۴ یا ۲۰ لہذا مروج تقلید میں کفار ومخالفین کتاب وسنت کی مشابہت ہے۔ تقلید کے خلاف علماء کرام نے آیات واحادیث واجماع وآثار سے استدلال کیا ہے۔ اور انہیں

آیات کریمہ میں کفار کے کفر نے استدلال کرنے سے نہیں روکا، دیکھئے ص۲۱ واعلام الموقعین (۱۹۱/۲)

(۳) اللہ اور رسول (ﷺ) کی بات سمجھ کر عمل کرنا تقلید نہیں بلکہ اتباع کہلاتا ہے (دیکھئے ص ۵)

(۴) جو مسئلہ کتاب وسنت واجماع میں نہ ملے، اب اجتہاد کرنے والا اجتہاد کرے گا۔ اگر مجتہدین کا اختلاف ہو تو پھر کس کی بات حجت ہوگی؟ کیا اللہ یا رسول نے یہ حکم دیا ہے کہ اگر علماء کے درمیان حلال وحرام کا اختلاف ہو تو پھر جو عالم پسند آئے اس کی رائے کی تقلید کرلو؟

(۵) حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دینے والے اصول کا بڑا حصہ اجماعی ہے، مثلاً دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح مع التقیید والإیضاح ص۲۰ (تعریف الحدیث الصحیح)

جن میں اختلاف ہے وہاں راجح ومرجوح دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا۔ تقلید کا یہاں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

(۶) "**القیاس مظهر لا مثبت**" یہ قول امام ابوحنیفہ سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے شرح عقائد نسفی کا حوالہ فضول ہے شرح عقائد کا مصنف سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی ۷۱۲ھ یا ۷۲۲ میں پیدا ہوا اور ۷۹۲ھ میں فوت ہوا، دیکھئے ارشاد الطالبین فی احوال المصنفین ص۶۵، ۶۶

اوکاڑوی صاحب کے مقلدین پر یہ قرض واجب الاداء ہے کہ وہ صاحب شرح عقائد سے لے کر ابوحنیفہ رحمہ اللہ تک صحیح ومتصل سند پیش کریں۔ اگر ہم کوئی بے سند حوالہ پیش کردیں تو یہ لوگ چیخنا چلانا شروع کردیتے ہیں، مثلاً درج ذیل کتابوں میں بغیر کسی سند کے لکھا ہوا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے تقلید سے منع کیا ہے۔

مقدمۃ عمدۃ الرعایۃ فی حل شرح الوقایۃ ص۹، لمحات النظر فی سیرت الإمام زفر للکوثری ص۲۱، مجموع فتاوی ابن تیمیہ ج۲۰ ص۲۱۰، ۲۱۱، اعلام الموقعین لابن القیم ج۲ ص۲۰۰، ۲۰۷، ۲۱۱، ۲۲۸، الرد علی من أخلد إلی الأرض ص۱۳۲

لطیفہ: راقم الحروف نے ۸ رجب ۱۴۱۵ھ کو قاری چن محمد دیوبندی مماتی کی "خدمت" میں ایک خط میں لکھا تھا کہ:

"امام ابوحنیفہ نے اپنی تقلید سے منع کیا ہے (فتاوی ابن تیمیہ، حجۃ اللہ البالغہ ج۱ ص۱۵۷ وغیرہما) آپ ان کی تقلید کیوں کرتے ہیں؟" (معروضات کے جوابات ص۴)

اس کے جواب میں قاری چن محمد صاحب نے لکھا کہ:

"امام ابوحنیفہ کا قول سند کے ساتھ پیش کریں کہ آپ نے اجتہادی مسائل میں تقلید کو منع کیا ہے۔ آپ کی دیانتداری ان شاء اللہ اب واضح ہوگی؟" (معروضات کے بے تکے جوابات پر تبصرہ ص۷)

اگر ہم فقہ حنفی کے کسی مسئلہ کی امام ابوحنیفہ تک سند طلب کر بیٹھیں تو انہیں سانپ سونگھ جاتا ہے۔

(۷) خلفائے راشدین کے بہت سے ایسے مسئلے ہیں جن میں کوئی اختلاف نہیں مگر اس کے باوجود دیوبندی وبریلوی وحنفی حضرات ان مسئلوں کو نہیں لیتے بلکہ ان کی مخالفت کرتے ہیں مثلاً

۱:　　سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے غیر شادی شدہ زانی کو کوڑے لگا کر (ایک سال کے لئے) جلاوطن کر دیا (سنن الترمذی کتاب الحدود باب ماجاء فی النفی ح ۱۴۳۸ وسندہ صحیح) جبکہ اس کے سراسر برعکس حنفی حضرات ایسے زانی کو جلاوطن کرنے کے قائل نہیں ہیں دیکھئے الھدایہ (ج ۱ ص ۵۱۲ کتاب الحدود)

۲:　　سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے سجود القرآن کے بارے میں فرمایا:

" فمن سجد فقد أصاب و من لم يسجد فلا إثم عليه"

پس جس نے سجدہ کیا تو اس نے ٹھیک کیا اور جس نے سجدہ نہیں کیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(صحیح البخاری: ۱۰۷۷)

اس کے برعکس حنفی و دیوبندی و بریلوی حضرات یہ کہتے پھرتے ہیں کہ سجود القرآن واجب ہیں اور نہ کرنے والا گناہ گار ہے۔

۳:　　سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایک وتر پڑھتے تھے (السنن الکبری للبیھقی ج ۳ ص ۲۵ وشرح معانی الآثار للطحاوی ج ۱ ص ۲۹۴ وسنن الدارقطنی ج ۲ ص ۳۴ ح ۱۶۵۷) اس کی سند حسن ہے، فلیح بن سلیمان بخاری و مسلم کا راوی اور حسن الحدیث ہے۔

اس کے برعکس عام دیوبندی و بریلوی و حنفی حضرات ایک رکعت وتر کے منکر ہیں۔

۴:　　سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جرابوں پر مسح کیا (الاوسط لابن المنذر ج ۱ ص ۴۶۲ وسندہ صحیح)

جبکہ یہ لوگ (حنفی و بریلوی و دیوبندی) جرابوں پر مسح کے سخت مخالف ہیں۔

نتیجہ: دیوبندی و بریلوی حضرات خلفائے راشدین کے مخالف ہیں۔

الجواب: ص ۵

(۱) کتاب وسنت کے ماہر یعنی عالم دین سے مسئلہ پوچھنا کہ ''اس میں کتاب وسنت کا کیا حکم ہے'' تقلید نہیں ہے بلکہ اتباع واقتداء ہے۔ اہلِ حدیث اسی کے قائل وفاعل ہیں کہ ہر عامی (جاھل) پر لازم ہے کہ کتاب وسنت کے عالم سے کتاب وسنت کا مسئلہ پوچھ کر اس پر عمل کرے والحمدللہ یہ سرے سے تقلید ہی نہیں ہے۔

(۲) کتاب وسنت پوچھنے اور کتاب وسنت پر عمل کرنے کو کسی مستند عالم نے تقلید نہیں قرار دیا۔

(۳) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ غیر مقلد تھے۔ اشرف علی تھانوی دیوبندی فرماتے ہیں کہ:

''ہم خود ایک غیر مقلد کے معتقد اور مقلد ہیں، کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے''

(مجالس حکیم الامت از مفتی محمد شفیع دیوبندی ص ۳۴۵ وحقیقت حقیقت الالحاد از امداد الحق شیبووی ص ۰۷)

امام ابوحنیفہ کا ''غیر مقلد'' ہونا صراحت سے درج ذیل کتابوں میں بھی لکھا ہوا ہے حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار ج ا ص ۵۱، معین الفقہ ص ۸۸

(۴) امام ابوحنیفہ غیر مقلد کے بارے میں یہ قطعاً ثابت نہیں ہے کہ وہ کبھی امام کو گالیاں دیتے اور کبھی مقتدیوں سے لڑتے، لہذا اوکاڑوی صاحب نے اس عبارت ''غیر مقلد کی تعریف'' میں امام ابوحنیفہ کی توھین کی ہے۔

الجواب: ص ٦

(۱) اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ:

''مگر دیکھا جاتا ہے کہ بوجہ اختلاف آراء علماء وکثرت روایات مذہب واحد معین کے مقلدین میں بھی عوام کیا خواص میں مخاصمت ومنازعت واقع اور غیر مقلدین میں بھی اتفاق واتحاد پایا جاتا ہے غرض اتفاق واختلاف دونوں جگہ ہے'' (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۱۳۱)

حنفی وشافعی مقلدین کے درمیان طویل خونریز جنگیں ہوئی ہیں دیکھئے معجم البلدان (ج ۱ ص ۲۰۹، اصبھان) والکامل فی التاریخ لابن الاثیر (ج ۹ ص ۹۲ حوادث سنۃ ۵٦۰ھ) ومعجم البلدان (ج ۳ ص ۱۱۷، ری)

(۲) اوکاڑوی صاحب کا یہ بیان، اس مفہوم کے ساتھ تجلیات صفدر (ج ۱ ص ٦۲۱ مطبوعہ فیصل آباد) میں بھی موجود ہے۔ اس بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ وحیدالزمان ونورالحسن ونواب صدیق حسن خان کی کتابیں تمام اہلِ حدیث علماء وعوام کے نزدیک غلط ومسترد ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ وحیدالزمان وغیرہ کی کتابیں اور حوالے اہلِ حدیث کے خلاف پیش کرنا غلط اور مردود ہے۔

وحیدالزمان حیدرآبادی نے خود لکھا ہے کہ:

''مجھ کو میرے ایک دوست نے لکھا کہ جب سے تم نے کتاب ھدیۃ المھدی تالیف کی ہے تو اہلِ حدیث کا ایک بڑا گروہ جیسے مولوی شمس الحق مرحوم عظیم آبادی اور مولوی محمد حسین لاہوری اور مولوی عبداللہ صاحب غازی پوری اور مولوی فقیر اللہ پنجابی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری وغیرہم تم سے بددل ہو گئے اور عامہ اہلِ حدیث کو اعتقاد تم سے جاتا رہا۔ میں نے جواب دیا الحمدللہ کوئی مجھ سے اعتقاد نہ رکھے۔'' الخ

(لغات الحدیث، کتاب الشین ص ۵۰، ج ۲)

وحیدالزمان نے لکھا ہے کہ:

''**ولا بد للعامي من تقليد مجتهد أو مفتي**'' یعنی: عامی کے لئے مجتہد یا مفتی کی تقلید ضروری ہے۔

(نزل الابرار من فقہ النبی المختار ص ۷ مجموعہ رسائل اوکاڑوی ج ۱ ص ۳۵٦، غیر مقلدین کی فقہ کے دوسو مسائل، تصنیف اوکاڑوی ص ۴ فقرہ: ۱۴)

معلوم ہوا کہ وحیدالزمان اہلِ حدیث نہیں بلکہ تقلیدی تھا، لہٰذا اس کا کوئی حوالہ اہلِ حدیث کے خلاف پیش نہیں کرنا چاہئے۔

لطیفہ: دیوبندیوں نے صحیح بخاری کی شرح ''فضل الباری'' لکھی ہے جس میں وحیدالزمان حیدرآبادی کا ترجمہ اپنی مرضی اور خوشی سے منتخب کر کے لکھا ہے چنانچہ محمد یحییٰ صدیقی دیوبندی داماد شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''چنانچہ طے ہوا کہ مولانا وحیدالزمان کا اردو ترجمہ دوسرے کالم میں دیا جائے۔اس ترجمہ کی شمولیت میں میرا بھی مشورہ شامل ہے کیونکہ خود علامہ عثمانی کو یہ ترجمہ پسند تھا'' (فضل الباری ج۱ص ۲۳)

کیا خیال ہے اگر دیوبندیوں کے خلاف وحیدالزمان کے حوالے پیش کرنے شروع کر دیئے جائیں تو؟

(۳) ان مردود کتابوں کو اہلِ حدیث کے خلاف وہی شخص پیش کرتا ہے جو خود بڑا ظالم ہے۔

(۴) قلائد قلادہ کی جمع ہے، یہ دونوں لفظ علیحدہ ہیں اور تقلید علیحدہ لفظ ہے۔اختلاف قلادہ وقلائد میں نہیں بلکہ تقلید میں ہے۔موضوع سے فرار کی کوشش کرنا شکست فاش کی علامت ہوتی ہے۔

الجواب:ص ۷

(۱) یہ روایت مشکوۃ المصابیح (ح ۲۱۸) میں بحوالہ ابن ماجہ (۲۲۴) مذکور ہے۔اس کا راوی حفص بن سلیمان القاری جمہور محدثین کے نزدیک روایتِ حدیث میں سخت مجروح ہے۔زیلعی حنفی نے دارقطنی سے نقل کیا: ''**حفص هذا ضعیف**''

(نصب الرایہ ۱۱۰/۳) نیز دیکھئے نصب الرایہ (ج ۳ ص ۲۸۰) بوصیری نے زوائد ابن ماجہ میں لکھا کہ:

''**هذا إسنادضعيف لضعف حفص بن سليمان البزار**'' (ح ۲۲۴)

(۲) مرسل ومدلس وغیرھما اصطلاحات کے جواز پر اجماع ہے جبکہ تقلید کے ممنوع ہونے پر خیرالقرآن کا اجماع ہے۔

(۳) اجماع جو ثابت ہو، شرعی دلیل ہے دیکھئے الحدیث حضرو: ا ص۴، وابراء اھل الحدیث والقرآن للحافظ عبداللہ غازی پوری رحمہ اللہ (ص۳۲)

(۴) کتاب وسنت واجماع وآثار سلف صالحین نہ ہونے کی حالت میں، اگر اضطرار ہو تو قیاس کرنا جائز ہے، یہ قیاس و اجتہاد عارضی و وقتی ہوتا ہے اسے دائمی قانون کی حیثیت نہیں دی جاسکتی، یاد رہے کہ کتاب وسنت واجماع وآثار سلف صالحین کے سراسر خلاف قیاس کرنا جائز نہیں ہے۔ اس مخالف قیاس کرنے والے کے بارے میں امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: " **أول من قاس إبليس و ما عبدت الشمس والقمر إلا بالمقاييس** "

سب سے پہلے قیاس ابلیس نے کیا اور سورج وچاند کی عبادت قیاسوں کے ذریعے ہی کی گئی۔

(سنن الدارمی ۱/۶۵ ح۱۹۵ وسندہ حسن)

بے ہودہ اور فضول قیاس بھی نا قابلِ قبول ہے مثلاً حنفیوں ودیوبندیوں وبریلویوں کا یہ قیاسی مسئلہ ہے کہ:

''کتا اٹھا کر نماز پڑھنی جائز ہے بشرطیکہ اس کا منہ بندھا ہوا ہو'' (فتاوی شامی ج ا ص۱۵۳ وفیض الباری ج ا ص۲۷۴ وبدائع الصنائع للکاسانی ج ا ص۴۷)

(۵) حنفی ودیوبندی وبریلوی حضرات: امام شافعی وامام مالک وامام احمد کے قیاسات نہیں مانتے بلکہ صرف اور صرف اپنے مزعوم امام ابوحنیفہ اور فقہ حنفی کے مفتی بھا قیاسات ہی مانتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ ''قیاس شرعی'' کے منکر ہیں۔

(۶) ائمہ مجتہدین کی اتباع اگر بالدلیل ہو تو اس کے لئے اقتداء واتباع کا لفظ مستعمل ہے اور اگر بلا دلیل، آنکھیں بند کر کے اندھا دھند ہو تو اسے تقلید کہتے ہیں جیسا کہ بادلائل گزر چکا ہے۔

(۷) طبقات حنفیہ وغیر کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ان کتابوں کے مذکورین تقلید کرنے والے تھے۔ دیکھئے ص۳۴

لطیفہ: طبقات مقلدین کے نام سے کوئی کتاب کسی مستند عالم وامام نے نہیں لکھی۔

الجواب: ص ۸

(۱) روایت اور رائے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔مثلاً

۱: ایک سچا آدمی کہتا ہے کہ امین اوکاڑوی صاحب! آپ یہاں سے فوراً چلے جائیں (یہ اس آدمی کی رائے ہے)

۲: دوسرا سچا آدمی کہتا ہے کہ امین اوکاڑوی صاحب! آپ کے والد صاحب نے مجھے کہا ہے کہ امین کو کہو فوراً گھر آجائے، گھر میں آگ لگی ہوئی ہے (یہ اس آدمی کی روایت ہے)

اب ظاہر ہے کہ دوسرے آدمی کی بات سن کر اوکاڑوی صاحب اپنے گھر کی آگ بجھانے کے لئے دوڑنا شروع کر دیں گے۔ روایت اور گواہوں کی گواہی پر عمل کرنا تقلید نہیں کہلاتا۔ خواہ مخواہ یہ کہنا کہ کوا سفید ہے اور دودھ کالا ہے، یہ امین اوکاڑوی جیسے لوگوں کا ہی کام ہے۔

اس مثال کو مدنظر رکھتے ہوئے سمجھ لیں کہ قاریوں کی قرأت اور راویوں کی روایات، یہ سب بابِ روایت سے ہے۔ اور قیاس واجتہاد کرنے والے کا قیاس واجتہاد اس کی رائے میں سے ہے۔ امام ابوحنیفہ نے اپنے اقوال کو رائے قرار دیا ہے، دیکھئے ص ۲۸

اوکاڑوی صاحب کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ رائے اور روایت میں فرق ہوتا ہے۔ قاری عاصم کوفی نے جو قرآن پڑھ کر سنایا تھا وہ اس کا اپنا گھڑا ہوا نہیں تھا بلکہ اس نے اپنے استادوں سے سنا تھا اور آگے پہنچا دیا۔ جبکہ رائے وقیاس وغیرہ تو خود گھڑے، بنائے اور اجتہاد کئے جاتے ہیں اور پھر یہ کہہ کر اعلان کر دیا جاتا ہے کہ: ''اگر یہ صحیح ہوا تو اللہ کی طرف سے ہے اور غلط ہوا تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے'' کیا قرآن کی قرأت کے بارے میں بھی ایسا ہی اعلان کیا جاتا ہے؟

(۲) ان چاروں اماموں کے علاوہ اور بھی بے شمار اماموں وعلماء کا مجتہد ہونا اجماع امت وآثارِ سلف سے ثابت ہے جبکہ مجتہد کی تقلید کا کوئی حکم نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ حدیث سے کیا آپ لوگوں کو کوئی ایسی آیت مل گئی ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ آنکھیں بند کر کے، اندھا دھند، بے سوچے سمجھے، صرف ایک مجتہد کے قیاس واجتہاد پر بغیر دلیل کے عمل

کرو؟سبحانک هذا بهتان عظیم

(۳)منہاج السنہ کی پوری عبادت مع ترجمہ وحوالہ پیش کرنا تمام دیوبندیوں پر قرض ہے۔اب ہمارا حوالہ بھی پڑھ لیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"ومن أهل السنة و الجماعة مذهب قديم معروف قبل أن يخلق الله أبا حنيفة و مالكاً والشافعي و أحمد فإنه مذهب الصحابة .."

مفہوم: ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل کے پیدا ہونے سے پہلے، اہلِ سنت والجماعت کا مذہب قدیم ومشہور ہے، کیونکہ یہ صحابہ کا مذہب ہے، رضی اللہ عنہم اجمعین

(منہاج السنہ ج۱ص۲۵۶ مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ کی پیدائش سے پہلے اہلِ سنت والجماعت موجود تھے لہذا انگریزوں کے دور میں پیدا ہوجانے والے دیوبندیوں وبریلویوں کا اس لقب پر قبضہ غاصبانہ قبضہ ہے۔

(۴)دیوبندیوں کا اعتراف واعلان ہے کہ تقلید نہ کرنے والے اہلِ حدیث، انگریزوں کے دور سے صدیوں پہلے روئے زمین پر موجود تھے۔

دلیل نمبر۱: مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

"تقریباً دوسری تیسری صدی ہجری میں اہلِ حق میں فروعی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلافِ انظار کے پیشِ نظر پانچ مکاتبِ فکر قائم ہوگئے یعنی مذاہب اربعہ اور اہلِ حدیث۔ اس زمانے سے لے کر آج تک انہی پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا رہا"

(احسن الفتاوی ج۱ص۳۱۶ مودودی صاحب اور تخریبِ اسلام ص۲۰)

دلیل نمبر۲: اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ:

"امام ابوحنیفہ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے" (مجالس حکیم الامت ص۳۴۵)

اور یہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ امام ابوحنیفہ انگریزوں کے دور سے بہت پہلے گزرے ہیں۔

دلیل نمبر۳: حافظ ابن القیم نے تقلید کے رد پر ضخیم کتاب "اعلام الموقعین" لکھی ہے۔

ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

" لأنا رأينا أن ابن القيم الذي هو الأب لنوع هذه الفرقة "

کیونکہ ہم نے دیکھا کہ ابن القیم اس (تقلید نہ کرنے والے/اہلِ حدیث) فرقے کی قسم کا باپ ہے۔

(اعلاء السنن ج۲۰ص۸)

دلیل نمبر۴: حافظ ابن حزم ظاہری صاحب تقلید کو حرام کہتے تھے دیکھئے ص ۲۸، اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ:

''اکثر مقلدین عوام بلکہ خواص اس قدر جامد ہوتے ہیں کہ اگر قول مجتہد کے خلاف کوئی آیت یا حدیث کان میں پڑتی ہے ان کے قلب میں انشراح وانبساط نہیں رہتا بلکہ اول استنکار قلب میں پیدا ہوتا ہے پھر تاویل کی فکر ہوتی ہے خواہ کتنی ہی بعید ہو اور خواہ دوسری دلیل قوی اس کے معارض ہو بلکہ مجتہد کی دلیل اس مسئلہ میں بجز قیاس کے کچھ بھی نہ ہو بلکہ خود اپنے دل میں اس تاویل کی وقعت نہ ہو مگر نصرتِ مذہب کے لئے تاویل ضروری سمجھتے ہیں دل یہ نہیں مانتا کہ قول مجتہد کو چھوڑ کر حدیث صحیح صریح پر عمل کرلیں بعض سنن مختلف فیھا مثلاً آمین بالجہر وغیرہ پر حرب وضرب کی نوبت آجاتی ہے اور قرون ثلاثہ میں اس کا شیوع بھی نہ ہوا تھا بلکہ کیفما اتفق جس سے چاہا مسئلہ دریافت کرلیا اگرچہ اس امر پر اجماع نقل کیا گیا ہے کہ مذاہب اربعہ کو چھوڑ کر مذہب خامس مستحدث کرنا جائز نہیں یعنی جو مسئلہ چاروں مذہبوں کے خلاف ہو اس پر عمل جائز نہیں کہ حق دائر ومنحصر ان چار میں ہے مگر اس پر بھی کوئی دلیل نہیں کیونکہ اہلِ ظاہر ہر زمانہ میں رہے۔۔''

(تذکرۃ الرشید ج ا ص ۱۳۱)

شیوع: شائع، اشاعت، پھیلنا　　　　مستحدث: ایجاد، بدعت نکالنا

چند فوائد: اوکاڑوی صاحب اور ان کے مقلدین کی خدمت میں دو حوالے پیش کئے جاتے ہیں جن سے اہلِ حدیث (تقلید نہ کرنے والے متبعین کتاب وسنت واجماع) کا اہلِ سنت (واھلِ حق) ہونا باعتراف فریقِ مخالف ثابت ہے۔ والحمدللہ

ا: عبدالحق حقانی نے لکھا ہے کہ:

''اور اہلِ سنت شافعی حنبلی مالکی حنفی ہیں اور اہلِ حدیث بھی ان ہی میں داخل ہیں''

(حقانی عقائدالاسلام ص ۳، پسند فرمودہ محمد قاسم نانوتوی، دیکھئے ص ۲۶۴)

۲: مفتی کفایت اللہ دھلوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

''جواب، ہاں اہل حدیث مسلمان ہیں اور اہلِ سنت والجماعت میں داخل ہیں۔ ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا درست ہے، محض ترکِ تقلید سے اسلام میں فرق نہیں پڑتا اور نہ اہلِ سنت والجماعت سے تارکِ تقلید باہر ہوتا ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دھلی'' (کفایت المفتی ج اص ۳۲۵ جواب نمبر: ۳۷۰)

انگریز اور جہاد

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں انگریزوں کے خلاف جو فتوی لگا تھا اس فتوی پر چونتیس (۳۴) علمائے کرام کے دستخط ہیں۔ سوال یہ تھا کہ:

''کیا فرماتے ہیں علماء دین اس امر میں کہ اب جو انگریز دلی پر چڑھ آئے اور اہلِ اسلام کی جان ومال کا ارادہ

رکھتے ہیں، اس صورت میں اب شہر والوں پر جہاد فرض ہے یا نہیں؟ اور اگر فرض ہے تو وہ فرض عین ہے یا نہیں۔۔؟''

علماء نے جواب دیا: ''درصورت مرقومہ فرضِ عین ہے''

اس فتوے پر سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے دستخط موجود ہیں دیکھئے علماء ھند کا شاندار ماضی تصنیف سید محمد میاں دیوبندی ج۴ص۱۷۸،۱۷۹ وانگریز کے باغی مسلمان تصنیف جانباز مرزا ص۲۹۳)

اہلِ حدیث عالم سید نذیر حسین الدہلوی رحمہ اللہ تو جہاد کی فرضیت کا فتوی دے رہے تھے اب دیوبندی علماء کی کاروائیاں بھی پڑھ لیں۔

۱: دیوبندیوں کے پیارے مولوی فضل الرحمٰن مرادآبادی کہہ رہے تھے کہ:

''لڑنے کا کیا فائدہ؟ خضر کو تو میں انگریزوں کی صف میں پا رہا ہوں''

(سوانح قاسمی ج۲ص۱۰۳ حاشیہ، علماء ھند کا شاندار ماضی ج۴ص۲۸۰ حاشیہ)

۲: عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے محمد قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی صاحب کے بارے میں لکھا کہ:

''اور جیسا کہ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تا زیست خیر خواہ ہی ثابت رہے''

(تذکرۃ الرشید ج۱ص۷۹)

میرٹھی نے مزید لکھا کہ:

''جب بغاوت وفساد کا قصہ فرو ہوا اور رحمدل گورنمنٹ نے دوبارہ غلبہ پا کر باغیوں کی سرکوبی شروع کی۔۔''

(تذکرۃ الرشید ج۱ص۷۶)

ان عبارتوں میں ''مہربان سرکار'' اور ''رحمدل گورنمنٹ'' انگریزوں کی حکومت کو کہا گیا ہے۔

۳: ۳۱ جنوری ۱۸۷۵م بروز یک شنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز پامر نے دیوبندی مدرسہ کا دورہ کیا اور نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا، یہ انگریز لکھتا ہے کہ: ''یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد و معاون ہے''

(کتاب: مولانا محمد احسن نانوتوی تصنیف محمد ایوب قادری ص۲۱۷، فخر العلماء ص۶۰)

۴: غالی دیوبندی سید محمد میاں صاحب لکھتے ہیں کہ:

''شاید اس سلسلہ میں سب سے گراں قدر فیصلہ وہ فتوی ہے جو ۱۸۹۸ء میں مرحوم مولانا مولانا رشید احمد گنگوہی نے جاری کیا تھا۔ کیونکہ اس پر دوسرے علماء کے علاوہ مولانا محمود حسن کے بھی دستخط ہیں کہ مسلمان مذھبی طور سے پابند ہیں کہ حکومت برطانیہ کے وفادار رہیں خواہ آخر الذکر سلطان ترکی سے ہی برسرِ جنگ کیوں نہ ہو'' (تحریک شیخ الھند ص۳۰۵)

تنبیہ: سید محمد میاں نے اس حوالے پر تعجب کرتے ہوئے بعض فضول اعتراضات کئے ہیں جن کا مقصد صرف یہ ہے کہ دیوبندیت کی گرتی ہوئی دیواروں کو گرنے سے بچایا جائے، سابقہ تین حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس حوالے پر محمد میاں کے اعتراضات باطل ہیں۔

(۵) ''تنبیہ الغافلین'' نصر بن محمد السمر قندی (متوفی ۳۷۳ھ) کی کتاب ہے جو موضوع و بے اصل روایات سے بھری ہوئی ہے۔ ''تنبیہ الوھابین'' محمد منصور علی تقلیدی، باطل پرست کی کتاب ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ امین اوکاڑوی نے یہاں کس کتاب کا حوالہ دیا ہے، اہلِ حدیث کے خلاف اپنے باطل پرست مولویوں کی کتابیں پیش کرنا دیوبندیوں کی خاص عادت ہے۔

الجواب: ص۹

(۱) محمد بن الحسن الشیبانی (کذاب) کی کتاب الآثار میں لکھا ہوا ہے کہ:

''أخبرنا أبو حنيفة عن عطية العوفى عن أبي سعيد الخدري'' الخ (ح۲۷۳ص۱۷۳)

عطیہ بن سعد العوفی کے بارے میں تقریب التھذیب میں ہے کہ:

" صدوق يخطئ كثيرا و كان شيعياً مدلساً " (٤٦١٦)
شیعہ کے شاگرد ہونے کی وجہ سے کیا آپ لوگ امام ابوحنیفہ کے بارے میں لکھیں گے کہ " شیعہ کی شاگردی اختیار کرلی اور ۔۔ کے افکار کواپنالیا"

(۲) مدینہ کے جلیل القدر شیخ محمد بن ھادی المدخلی نے تقلید کے رد پر کتاب لکھی ہے جو میرے پاس موجود ہے، دیکھئے ص ۳۶)

سعودی عرب کے مشہور حنبلی عالم شیخ حمود بن عبداللہ التویجری (متوفی ۱۴۱۳ھ) نے تبلیغی دیوبندیوں کے رد میں " القول البليغ في التحذير من جماعة التبليغ " لکھی جس کا اردو میں ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔
(شرکیہ اعمال یا فضائل اعمال، مترجم عطاءاللہ ڈیروی، ناشر گرجاکھی کتب خانہ لاہور)

اس کتاب میں شیخ حمود نے الشیخ محمد تقی الدین الھلالی کا حسین احمد مدنی ٹانڈوی کے بارے میں قول نقل کیا ہے۔ شیخ الھلالی نے مدنی مذکور کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:
" ويلك يا مشرك " تیری بربادی ہوائے مشرک (القول البلیغ ص ۸۹)

تبلیغی دیوبندیوں کے رد میں عرب شیوخ مثلاً شیخ محمد بن ابراھیم آل الشیخ، شیخ ابن باز، شیخ البانی رحمہم اللہ کے فتاوی کے لئے دیکھئے " كشف الستار عما تحمله بعض الدعوات من أخطار " اس کا ترجمہ: "تبلیغی جماعت کے اندر سموئے ہوئے خطرات کے انکشافات" شیخ رائد کی کتاب "معجم البدع" ص ۹۵

(۳) یہ سب بلا دلیل و بے حوالہ باتیں ہیں۔ (باقی آئندہ ان شاءاللہ)

قسط:5(آخری)　حافظ زبیر علی زئی

دین میں تقلید کا مسئلہ

scan

الجواب: ص۱۰

(ا) اوکاڑوی صاحب نے شاہ ولی اللہ الدھلوی الحنفی التقلیدی کی پوری عبارت مع ترجمہ وحوالہ نقل نہیں کی۔ گزشتہ صفحات پر عرض کر دیا گیا ہے کہ تقلید کرنے والا جہالت کا ارتکاب کرتا ہے دیکھئے ص ۲۸، ۲۹

ھدایہ اخیرین کے حاشیہ پر لکھا ہوا ہے کہ:

"یحتمل أن یکون مراده بالجاهل المقلد لأنه ذكره في مقابلة المجتهد"

اس کا احتمال ہے کہ (مصنف کی) جاہل سے مراد مقلد ہو کیونکہ اسے مجتہد کے مقابلے میں ذکر کیا گیا ہے۔ (۱۳۲/۳ حاشیہ:۲)

یہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جاہل کہنے والا خود جاہل ہے۔لہذا اگر شاہ ولی اللہ نے الفاظ مذکورہ لکھے ہیں تو غلط و مردود ہیں. سلطان باہو صوفی نے لکھا ہے کہ:

''بلکہ اہلِ تقلید جاہل اور حیوان سے بھی بدتر ہوتے ہیں'' (توفیق الھدایت ص ۲۰)

سلطان باہو نے مزید کہا:

''اہل تقلید صاحبِ دنیا اہلِ شکایت اور مشرک ہوتے ہیں'' (توفیق الھدایت ص ۱۶۷)

عبیداللہ بن المعتز (متوفی ۴۴۷ھ) سے مروی ہے کہ:

" لافرق بين بهيمة تقاد و إنسان يقلد"

یعنی تقلید کرنے والے انسان اور ہنکائے جانے والے جانور میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(جامع بیان العلم وفضلہ ج ۲ ص ۱۱۴، اعلام الموقعین ج ۲ ص ۱۹۶، الرد علی من أخلد إلی الأرض ص ۱۲۱)

مقلد کی ان تعریفات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، کوئی مسلمان بھی صحابہ کرام پر ''مقلد'' کا فتوی نہیں لگا سکتا۔

صحابہ کرام کے دو ہی گروہ تھے (۱) علماء (۲) عوام

عوام کا علماء سے کتاب وسنت و دلائل پوچھ کر عمل کرنا تقلید نہیں بلکہ اتباع و اقتداء ہے۔

(۲) یہ بار بار عرض کر دیا گیا ہے کہ عامی کا مفتی کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے۔دیکھئے مسلم الثبوت (ص ۲۸۹ و مع فواتح الرحموت ج ۲ ص ۴۰۰) اور یہی مضمون (ص ۲)

شاہ ولی اللہ الحنفی کے قول: '' و صار كل واحد مقتدى ناحية من النواحي '' اور ہر ہر علاقے میں ہر ایک (صحابی) مقتدا بن گیا، کا اوکاڑوی صاحب نے ترجمہ ''اور ہر علاقے میں ایک ہی کی تقلید ہوتی تھی'' کیا ہے۔یہ ترجمہ غلط ہے۔اقتداء اور تقلید میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

اوکاڑوی صاحب کے ممدوح سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''اور یہ طے شدہ بات ہے کہ اقتداء و اتباع اور چیز ہے اور تقلید اور ہے''

(راہ سنت ص ۳۵ نیز دیکھئے یہی مضمون ص ۲)

ترجمہ غلط کر کے اوکاڑوی صاحب نے یہ جھوٹا دعوی کیا ہے کہ ''۔انسؓ کی تقلید ہوتی تھی'' عرض ہے کہ یہ دعوی، صحیح سند کے ساتھ کسی ایک صحابی یا تابعی سے تقلید کے لفظ کی صراحت کے ساتھ ثابت کریں کیونکہ اصل اختلاف تقلید میں ہے اقتداء و اتباع میں کوئی اختلاف نہیں۔

(۳) اس قول میں مذہب سے مراد راستہ وطریقہ ہے، تقلیدی مذہب مراد نہیں ہر شہر میں اماموں کا وجود اس کا متقاضی نہیں ہے کہ وہاں ان کی تقلید ہوتی تھی۔مدینہ میں سعید بن المسیب و سالم بن عبداللہ بن عمر وغیرھما بڑے اماموں میں سے

تھے مگر ان کی تقلید نہیں ہوتی تھی اور نہ دیوبندی و بریلوی حضرات ان کی تقلید کرتے ہیں، اوکاڑوی صاحب نے ترجمے میں ''لوگ اس کی تقلید کرتے'' کا اضافہ اپنی طرف سے گھڑ کر لکھ دیا ہے۔

(۴) صدر الائمہ مکی (ابوالمؤید موفق بن احمد اخطب خوارزم) کا ثقہ و صدوق ہونا ثابت نہیں ہے۔ وہ زیدی شیعہ تھا اور محمود بن عمر الزمخشری المعتزلی کا خاص شاگرد تھا۔ اس کے بارے میں حافظ ذھبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

" له مصنف فی هذا الباب فيه من المكذوبات مالا يوصف"

اس موضوع (مناقبِ علی رضی اللہ عنہ واھل البیت) پر اس کی ایک کتاب ہے جس میں بے حساب: موضوع روایات ہیں۔ (المنتقی من منہاج السنۃ النبویہ ص ۳۱۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی موفق مذکور (اخطب خوارزم) کے بارے میں بتایا ہے۔ کہ اس کی کتاب میں موضوع روایتیں ہیں اور نہ وہ علمائے حدیث میں سے ہے اور نہ اس کی طرف اس میں رجوع کیا جاتا ہے۔

(منہاج السنۃ النبویہ ج ۳ ص ۱۰) نیز دیکھئے منہاج السنۃ (ج ۴ ص ۱۸، ۲۷، ۱۰۶)

شاہ عبدالعزیز الدھلوی حنفی لکھتے ہیں کہ:

''اور اہلِ سنت کے محدث اس پر متفق ہیں کہ روایتیں اخطب زیدی کی سب مجہول و ضعیف ہیں اور بہت اس کی روایتوں سے منکر و موضوع ہیں، ہرگز اہلِ سنت اس کی روایت کی ہوئی حدیثوں کو حجت نہیں پکڑتے، اور یہی وجہ ہے کہ اگر علمائے اہلِ سنت سے نام اخطب خوارزم کا پوچھو گے کوئی نہیں پہچانے گا۔۔۔۔'' (ھدیہ مجیدیہ ترجمہ تحفہ اثنا عشریہ، اردو ص ۴۳۸)

scan

scan

الجواب:ص۱۱

(۱) غیر موثق موفق مکی زیدی شیعی نے اس قصے کی جو سند فٹ کی ہے اس میں کئی راوی مجہول و نامعلوم ہیں۔ عثمان بن عطاء بن ابی مسلم الخراسانی: ضعیف ہے (تقریب:۴۵۰۲)

اس قسم کے بے اصل قصوں کی مدد سے بریلوی و دیوبندی حضرات دن رات لوگوں کو ورغلانے (بہکانے) کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

(۲) یہ قصہ معرفۃ علوم الحدیث للحاکم (ص ۱۹۸، ۱۹۹ ح ۵۰۹ دوسرا نسخہ ص ۵۴۸-۵۵۰) پر ہے۔ اس کتاب کے محقق لکھتے ہیں کہ: **" هذا الخبر تبعد صحته"** اس خبر کا صحیح ہونا بعید ہے۔ (ص ۵۵۰)

اس کا بنیادی راوی ولید بن محمد الموقری: متروک ہے (تقریب:۷۴۵۳)

اس بے اصل قصے پر امام ذہبی حاشیہ لکھتے ہیں کہ:

" الحكاية منكرة والوليد بن محمد واه "

یہ حکایت منکر ہے اور ولید بن محمد سخت ضعیف ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۵ ص ۸۵)

اس قصے کی کوئی سند صحیح و ثابت نہیں ہے۔

(۳) غزالی نے اس پر اجماع صحابہ نقل کیا ہے کہ عامی مسئلہ پوچھے اور علماء کی اتباع کرے **" العامي يجب عليه الاستفتاء واتباع العلماء .. "** (المستصفی ج ۲ ص ۳۸۹)

اور یہ بار بار عرض کر دیا گیا ہے کہ اتباع اور تقلید میں فرق ہے اور عامی کا عالم سے مسئلہ پوچھنا تقلید نہیں ہے۔

(۴) آمدی کا حوالہ گزر چکا ہے کہ عامی کا مفتی کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے دیکھئے ص ۸، ۹

آمدی نے لکھا ہے کہ: صحابہ و تابعین کے زمانہ میں لوگ علماء (مجتہدین) سے مسئلے پوچھ کر ان کی اتباع کرتے تھے پس یہ اجماع ہے کہ عامی کے لئے مجتہد کی اتباع جائز ہے۔ (الاحکام ج ۴ ص ۲۳۵ ملخصاً)

یہ بار بار عرض کردیا گیا ہے کہ اتباع اور تقلید میں بہت بڑا فرق ہے۔ دونوں کو ایک سمجھنا اوکاڑوی جیسے لوگوں کا ہی کام ہے۔آمدی پر جرح کے لئے دیکھئے میزان الاعتدال (۲/۲۵۹) ولسان المیزان (۳/۱۳۴)وسیر اعلام النبلاء (۲۲/۳۶۴-۳۶۶)وتاریخ الاسلام للذھبی (۴۶/۴۷)

تنبیہ: اوکاڑوی نے آمدی سے یہ جھوٹ منسوب کیا ہے کہ اس نے کہا ہے''بس یہی اجماع ہے کہ عامی مجتہد کی تقلید کرے''

(۵) شیخ عزالدین بن عبدالسلام کے قول "**یقلدون من اتفق من العلماء**" کا مطلب ہے کہ جو عالم ملتا اس سے مسئلہ پوچھ لیتے تھے۔ یہاں پر تقلید کا لفظ غلط استعمال کیا گیا ہے۔شیخ عزالدین کی اصل کتاب دیکھنی چاہئے کہ وہاں یہ الفاظ موجود ہیں یا نہیں؟ اور اگر اصل کتاب میں مل بھی جائیں تو تقلید کی مقرر تعریف کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔

العز بن عبدالسلام کے بارے میں شیخ قطب الدین نے لکھا ہے کہ:

''**کان رحمه الله مع شدته فیه حسن محاضرة بالنوادر والأشعار و کان یحضر السماع ویرقص و یتواجد**''

آپ رحمہ اللہ اپنی سختی کے ساتھ نوادر واشعار کو خوب پسند کرتے تھے۔سماع (کی محفل یعنی قوالی) میں حاضر ہوئے،رقص کرتے (یعنی ناچتے) اور وجد کرتے تھے (تاریخ الاسلام للذھبی ج ۴۸ ص ۴۱۹)

(۶) شاہ ولی اللہ الحنفی کے اس کلام سے ظاہر ہے کہ عامی عالم سے استفتاء کرے گا یعنی مسئلہ پوچھے گا۔اور یہ بار بار ثابت کر دیا گیا ہے کہ عامی کا عالم سے مسئلہ پوچھنا تقلید نہیں ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے دن کا نام رات رکھ لیا جائے۔

تنبیہ: اوکاڑوی صاحب،عربی عبارتوں کے ترجمے اور حوالوں کی نقل میں زبردست خیانت کرتے ہیں وہ فنِ خیانت وکذب وافتراء کے''امام''ہیں۔

scan

scan

الجواب:ص۱۲

(۱) قرآن کی تلاوت وتدریس اوراحادیث پڑھنا پڑھانا روایت میں سے ہے، رائے وتقلید میں سے نہیں۔امتِ مسلمہ کے کسی مستند عالم نے قرآن کی قرأت کوتقلید نہیں کہا۔

پہلے لغت واصول فقہ سے متعین شدہ تقلید کی تعریف پیش کریں پھراس کے بعداس کا ثبوت باحوالہ وترجمہ پیش کریں۔ خالی خولی زبانی الفاظ اور بےحوالہ تحریر سے کس طرح مسئلہ ثابت ہوسکتا ہے؟

(۲) شاہ ولی اللہ الدھلوی الحنفی کی تحریرات میں ہرقسم کی باتیں موجود ہیں۔ان کے لئے ایسے حوالے ہیں جو اہلِ تقلید کے خلاف پیش ہوسکتے ہیں۔مثلاً شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں:

" العامي لا مذهب له " عامی کا کوئی مذھب نہیں ہوتا۔(عقدالجید ۵۲)

معلوم ہوا کہ دیوبندیوں و بریلویوں کے عوام وعلماء سب لامذھب ہیں۔شاہ ولی اللہ کے اس قول کی رو سے اوکاڑوی صاحب لامذھب ہیں۔شاہ صاحب کی جن تحریروں سے تقلید کی کسی قسم کا جواز ملتا ہے تو اس کے رد کے لئے شاہ صاحب کا درج ذیل قول ہی کافی ہے۔فرماتے ہیں:

" وھاأنا بريئ من كل مقالة صدرت مخالفة لآية من كتاب الله أو سنة قائمة عن رسول الله ﷺ أو إجماع القرون المشهود لها بالخير أو ما اختاره جمهور المجتهدين و معظم سواد المسلمين "

یعنی میں ہراس قول سے بری ہوں جو (مجھ سے) کتاب وسنت واجماع اور جمہور مجتہدین وعام مسلمین کے خلاف صادر ہوا ہے (حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۰، ۱۱ ملخصاً مفہوماً)

چونکہ تقلید کا رد کتاب وسنت واجماع وجمہور مجتہدین سے ثابت ہے لہذا تقلید کے جواز والا قول خود بخود مردود ہو گیا۔رہا یہ دعوی کہ کوئی مجتہد مطلق ۴۰۰ھ کے بعد پیدا نہیں ہوا، دعوی بلادلیل ہے۔صحیح بخاری کو غلط قرار دینے والے حنفیوں کا امت میں کوئی مقام نہیں ہے۔

یوسف بن موسیٰ الملطی الحنفی کہتا تھا:

" من نظر فی کتاب البخاري تزندق"

جوشخص امام بخاری کی کتاب (صحیح بخاری) پڑھتا ہے وہ زندیق (یعنی کافر) ہوجاتا ہے (شذرات الذھب ج ۷ ص ۴۰ وابناء الغمر بابناء العمر لابن حجر ۴/۳۴۸)

سبحانک ھذا بھتان عظیم

scan

الجواب: ص ۱۳

(۱) یمن میں سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی تقلید ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ آپ نے لوگوں کو تقلید سے منع کر دیا تھا دیکھئے یہی مضمون ص ۲۵

(۲) عقد الجید کے اس حوالے کے بعد لکھا ہوا ہے کہ:

" وقال النووي :الذي یقتضیه الدلیل أنه لا یلزمه التمذھب بمذھب بل یستفتی من یشاء"

نووی (شافعی) نے کہا کہ: دلیل کا تقاضا یہ ہے کہ عامی پر کسی (فقہی) مذہب کی پابندی لازم نہیں ہے۔

بلکہ اس کی مرضی ہے جس (عالم) سے چاہے مسئلہ پوچھ لے (ص۵۰سطر۷)

نووی کا یہ قول، اوکاڑوی صاحب نے چھپالیا ہے۔

(۳) اجماع صرف اس بات پر ہے کہ لاعلم آدمی (عامی وجاھل) کو اگر مسئلہ درپیش ہو تو عالم سے پوچھ لے۔ تقلید پر کبھی اجماع نہیں ہوا بلکہ اس کے خلاف اجماع ہوا ہے دیکھئے ص۲۴

(۴) قاضی ابو یوسف کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" **إنكم تكتبون فى كتابنا مالا نقوله** " تم ہماری کتابوں میں وہ (باتیں) لکھتے ہو جو ہم نہیں کہتے۔

(الجرح والتعدیل ۹/۲۰۱ وسندہ صحیح) نیز دیکھئے تاریخ بغداد (۱۴/۲۵۸)

معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ قاضی ابو یوسف کو کذاب سمجھتے تھے۔ قاضی صاحب پر جمہور محدثین کی جرح کے لئے دیکھئے لسان المیزان (۶/۶۰،۳۰۰،۳۰۱) وغیرہ،

قاضی ابو یوسف کے بارے میں امام ابوحنیفہ سے دوسری روایت میں آیا ہے کہ:

" **ألا تعجبون من يعقوب ، يقول عليّ ما لا أقول** " کیا تم لوگ یعقوب (ابو یوسف) پر تعجب نہیں کرتے؟ وہ میرے بارے میں ایسی باتیں کہتا ہے جو میں نہیں کہتا۔ (**التاريخ الصغير للبخاري ج ٢ ص ٢١٠ ، وفيات : عشر إلى تسعين ومائة / وإسناده حسن، وله شواهد فالخبر صحيح ، انظر تحفة الأقوياء في تحقيق كتاب الضعفاء ص ١٢٢ ت ٤٢٥**)

(۵) محمد بن الحسن الشیبانی کے بارے میں امام یحیی بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کذاب، یعنی جھوٹا ہے۔

(کتاب الضعفاء للعقیلی ۴/۵۲ وسندہ صحیح، تاریخ بغداد ۲/۱۸۱ ولسان المیزان ۵/۱۲۲)

ابو یوسف اور محمد بن الحسن الشیبانی دونوں تقلید نہیں کرتے تھے۔

scan

scan

الجواب: ص۱۴

(۱) کتاب وسنت کے خلاف بات کو "مت مانو" کا مطلب صرف یہی ہے کہ ہماری تقلید نہ کرو، اسی لئے امام شافعی (مجتہد) فرماتے ہیں: "ولا تقلدونی" اور میری تقلید نہ کرو۔ (آداب الشافعی ص۵۱، اور یہی مضمون ص ۲۷)

(۲) مجتہدین تو یہ فرما رہے ہیں کہ ہماری تقلید نہ کرو اور اوکاڑوی صاحب یہ راگ الاپ رہے ہیں کہ "ان کی تقلید کا حکم ان کے اپنے اقوال سے ثابت ہوا"!

سبحان اللہ، عجیب دیوبندی علمِ کلام ہے جس میں قرآن وسنت کے موافق قول تسلیم کرنے کو تقلید کہتے ہیں؟

(۳) اوکاڑوی صاحب نے تقلید نہ کرنے والوں (مثلاً شیخ عبدالعزیز ابن باز، شیخ مقبل بن ھادی اور متبعین کتاب و سنت) کو جو گالی دی ہے اس کا معاملہ ہم اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔ وہی اس سے حساب لے گا۔ ان شاء اللہ

scan

الجواب: ص۱۵

(۱) تصنیف: محمد تقی عثمانی دیوبندی (حال زندہ)

(۲) تصنیف: سرفراز خان صفدر دیو بندی (حال زندہ)

(۳) تصنیف: محمد اسماعیل سنبھلی (وفات نومبر/غالباً ۱۹۷۵ء؟)

(۴) تصنیف: اشرف علی تھانوی دیو بندی (متوفی ۱۹۴۳ء) الاقتصاد فی التقلید والاجتھاد

(۵) تصنیف: ؟

(۶) تصنیف: خیر محمد جالندھری دیو بندی (وفات ۱۳۹۰ھ)

(۷) تصنیف: قاری محمد طیب دیو بندی (متوفی ۱۹۸۳ء) بحوالہ حقیقت حقیقت الالحاد ص ۳۹

(۸) تصنیف: ؟

(۹) تصنیف: نواب قطب الدین الدھلوی (متوفی ۱۲۸۹ھ)

(۱۰) تصنیف: نواب قطب الدین الدھلوی (وفات ۱۲۸۹ھ)

(۱۱) تصنیف: ؟

(۱۲) تصنیف: ؟

(۱۳) تصنیف: رشید احمد گنگوہی دیو بندی (متوفی ۱۹۰۵ء)

(۱۴) تصنیف: محمود الحسن دیو بندی (متوفی ۱۹۲۰ء)

(۱۵) تصنیف: محمود الحسن دیو بندی (متوفی ۱۹۲۰ء)

(۱۶) تصنیف: محمد شاہ حنفی (وفات؟)

سعید احمد پالنپوری دیو بندی لکھتے ہیں کہ: ''مصنف محمد شاہ صاحب کے حالات ہمیں نہیں مل سکے'' پیش لفظ: ایضاح الادلہ جدید (ص ۳۰) یعنی یہ مجہول ہے۔

(۱۷) تصنیف: محمد ارشاد حسین فاروقی مجددی (وفات ۱۸۹۳ء)

(۱۸) تصنیف: ؟

یہ سب کتابیں انگریزی دور اور اس کے بعد میں لکھی گئی ہیں۔ ان کتابوں کے لکھنے والوں میں سے ایک بھی مستند عند الفریقین امام یا محدث نہیں۔ ان کتابوں کے برعکس مستند ائمہ اسلام نے تقلید کے رد پر کتابیں لکھی ہیں مثلاً

۱: قاسم بن محمد القرطبی (متوفی ۲۷۶ھ) کی کتاب **الایضاح فی الرد علی المقلدین**

۲: ابن القیم (متوفی ۷۵۱ھ) کی اعلام الموقعین

۳: ابن عبد البر (متوفی ۴۶۳ھ) کی کتاب جامع بیان العلم وفضلہ کا باب: فساد التقلید

۴: سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کی کتاب **الرد علی من أخلد إلی الأرض**

کسی ایک مستند امام یا عالم نے تقلید کے جواز یا وجوب پر کوئی کتاب نہیں لکھی۔ قاضی ابن ابی العز الحنفی (متوفی ۷۹۲ھ) کی کتاب "الاتبـــاع"، علامہ الفلانی رحمہ اللہ کی کتاب ایقاظ همم اولی الابصار' شیخ محمد حیات السندھی کے رسالے، ابو شامہ المقدسی کی "مختصر المؤمل" وغیرہ میں ردِ تقلید کے بہترین دلائل موجود ہیں والحمدللہ۔

تقلید کے بارے میں سولات اوراُن کے جوابات

آخر میں تقلید اور اہلِ تقلید کے بارے میں بعض الناس کے سوالات اور ان کے جوابات پیشِ خدمت ہیں۔

سوال(۱): تقلید کسے کہتے ہیں؟

جواب: لغت اور اصولِ فقہ کی رو سے "آنکھیں بند کرکے، بغیر سوچے سمجھے، کسی امتی کی بے دلیل بات" ماننے کو تقلید کہتے ہیں۔

جدید مقلدین کے طرزِ عمل کی رو سے "کتاب وسنت کے مخالف ومنافی قول ماننے کو تقلید کہتے ہیں۔ مقلدین قرآن و حدیث کو حجت نہیں سمجھتے بلکہ ان کے نزدیک صرف قولِ امام ہی حجت ہوتا ہے۔ دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی کے مفتی محمد (دیوبندی) لکھتے ہیں کہ: "مقلد کے لیے اپنے امام کا قول ہی سب سے بڑی دلیل ہے"

(ضرب مومن جلد۳ شمارہ ۱۵ ص۶ مطبوعہ ۹ تا ۱۵۔ اپریل ۱۹۹۹ء)

سوال(۲): کیا حدیث ماننے کو تقلید کہتے ہیں؟

جواب: حدیث ماننے کو تقلید نہیں کہتے بلکہ اتباع کہتے ہیں۔ نبی ﷺ کی حدیث ماننا آپ کی طرف رجوع ہے۔ متعدد فقہاء نے لکھا ہے کہ نبی ﷺ کی طرف رجوع تقلید نہیں ہے دیکھئے ص۲ وغیرہ

سوال(۳): کیا صحاح ستہ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی وابن ماجہ کی کتابیں) ماننا اور ان پر عمل کرنا تقلید نہیں ہے؟

جواب: جی ہاں، یہ تقلید نہیں ہے بلکہ اتباع ہے۔ اتباع کی دو قسمیں ہیں:

اول: اتباع بالدلیل

دوم: اتباع بلادلیل، اسے تقلید کہتے ہیں۔

شریعتِ اسلامیہ میں اتباع بالدلیل مطلوب ہے اور بلادلیل ممنوع ہے۔ صحاح ستہ و دیگر کتبِ احادیث کی احادیث پر ایمان وعمل اتباع بالدلیل ہے۔

سوال(۴): کیا عالم سے مسئلہ پوچھنا تقلید نہیں ہے؟

جواب: جی ہاں، عالم سے مسئلہ پوچھنا تقلید نہیں ہے۔ دیوبندی وبریلوی عوام اپنے علماء سے مسئلے پوچھتے ہیں۔ مثلاً رشید احمد

دیوبندی (ایک عام ان پڑھ شخص) اپنے عالم، مولوی مجیب الرحمٰن سے مسئلہ پوچھتا ہے۔ کیا دیوبندی علماء یہ کہیں گے کہ رشید احمد اب مجیب الرحمٰن کا مقلد بن کر ''مجیبی'' بن گیا ہے؟

جب حنفی شخص اپنے مولوی سے مسئلہ پوچھ کر حنفی ہی رہتا ہے (!) تو اس کا مطلب واضح ہے کہ پوچھنا تقلید نہیں ہے۔

سوال (۵): کیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حنفی یا شافعی ہونے کا حکم دیا ہے؟

جواب: ہرگز نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے، دیکھئے سورت آل عمران آیت: ۳۲

ملا علی قاری حنفی (متوفی: ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

'' ومن المعلوم أن الله سبحانه ما كلف أحداً أن يكون حنفياً أو مالكياًأو شافعياً أو حنبلياًبل كلفهم أن يعملوا بالكتاب والسنة إن كانوا علماء وأن يقلدوا العلماء إذا كانوا جهلاء''

یہ معلوم ہے کہ اللہ سبحانہ نے کسی کو حنفی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی ہونے پر مجبور نہیں کیا بلکہ اس پر مجبور کیا ہے کہ اگر وہ عالم ہوں تو کتاب وسنت پر عمل کریں اور اگر جاہل ہوں تو علماء کی تقلید کریں (شرح عین العلم وزین الحلم ج ا ص ۴۴۶)

ملا علی قاری کے اس اعتراف سے معلوم ہوا کہ:

۱: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حنفی وشافعی بننے کا حکم نہیں دیا۔

۲: کتاب وسنت کی اتباع کرنی چاہئے۔

۳: جاہلوں کو چاہئے کہ علماء سے مسئلے پوچھ کر ان پر عمل کریں۔

تنبیہ: ملا علی قاری نے یہاں ''تقلید کریں'' کا غلط لفظ استعمال کیا ہے۔ مسئلے پوچھنا اور ان پر عمل کرنا تقلید نہیں کہلاتا بلکہ اتباع واقتداء کہلاتا ہے۔ لہذا صحیح الفاظ درج ذیل ہیں:

'' وأن يتبعوا العلماء إذا كانوا جهلاء'' اور اگر جاہل ہوں تو علماء کی اتباع کریں۔

سوال نمبر (۶): عالم سے مسئلہ کس طرح پوچھنا چاہئے؟

جواب: سب سے پہلے کتاب وسنت کا عالم تلاش کیا جائے، پھر اس کے پاس جا کر یا رابطہ کر کے ادب واحترام سے پوچھا جائے کہ اس مسئلے میں مجھے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا حکم بتائیں، یا قرآن وحدیث سے جواب دیں یا دلیل سے جواب دیں۔

سوال (۷): کیا امت مسلمہ میں صرف چار ہی امام (امام، ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد) گزرے ہیں، یا دوسرے امام بھی تھے؟

جواب: امت مسلمہ میں صرف چار امام ہی نہیں گزرے بلکہ ہزاروں امام گزرے ہیں مثلاً سعید بن المسیب، قاسم بن محمد،

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، سالم بن عبداللہ بن عمر، حسن بصری، سعید بن جبیر، اوزاعی، لیث بن سعد، بخاری، مسلم، ابن خزیمہ، ابن حبان، ابن الجارود وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین.

سوال(۸): ان چاروں اماموں سے پہلے لوگ کس کی تقلید کرتے تھے؟

جواب: ان چاروں اماموں سے پہلے لوگ کتاب وسنت پر عمل کرتے تھے، کسی قسم کی تقلید نہیں کرتے تھے۔

سوال(۹): کیا ان چاروں اماموں نے اپنی تقلید کا حکم دیا ہے؟

جواب: ان چاروں اماموں نے اپنی تقلید کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ کتاب وسنت پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔

سوال(۱۰): کیا ان چاروں اماموں نے اپنی تقلید سے لوگوں کو منع کیا ہے؟

جواب: جی ہاں، ان چاروں اماموں سے مروی ہے کہ انہوں نے تقلید سے لوگوں کو منع کیا ہے۔

سوال(۱۱): چاروں امام کس کے مقلد تھے؟

جواب: چاروں امام کسی کے بھی مقلد نہیں تھے. وہ کتاب وسنت پر عمل کرتے تھے۔

سوال(۱۲): چاروں ائمہ کرام افضل ہیں یا خلفائے راشدین؟ جب ان چار ائمہ کی تقلید واجب ہے تو ان چار خلفائے راشدین کی تقلید کیوں واجب نہیں؟

جواب: چاروں خلفائے راشدین ان چاروں اماموں بلکہ ساری امت سے بالاتفاق افضل ہیں۔ نہ تو خلفائے راشدین کی تقلید واجب ہے اور نہ کسی اور کی، حدیث میں خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنے اور ان کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے جو کہ اتباع بالدلیل ہے۔ چاروں اماموں کی تقلید واجب قرار دینا بالکل باطل اور مردود ہے۔

سوال(۱۳): کیا قرآن مجید کی سات قرأتیں اور فقہی چار مذاہب ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں؟

جواب: قرآن مجید کی سات قرأتیں بطریقہ روایت نبی ﷺ سے ثابت ہیں جبکہ فقہی چار مذاہب کے اندر بہت سا حصہ ائمہ اور متبوعین ائمہ کی آراء، قیاسات واجتہادات پر مشتمل ہے۔ رائے اور روایت میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ مثلاً ایک سچا آدمی ''الف'' ہے. وہ ''ب'' کے پاس جا کر اسے کہتا ہے کہ مجھے آپ کے والد صاحب نے کہا ہے کہ میرے بیٹے کو کہو فوراً گھر آجائے۔ یہ روایت ہے. ''ب'' اس کی روایت مان کر فوراً گھر چلا جاتا ہے تو ''ب'' نے اپنے والد کی اطاعت کی ہے۔ ''الف'' کی تو صرف روایت مانی ہے۔ یہی ''الف'' اپنے دوست ''ب'' سے کہتا ہے: آئیں بازار جا کر کچھ شاپنگ (خریداری) کرتے ہیں۔ یہ ''الف'' کی رائے ہے۔ اب اس کی مرضی ہے مانے یا نہ مانے۔

شریعتِ اسلامیہ میں سچے راوی کی روایت ماننے کا حکم ہے جبکہ ایک شخص کی رائے کا ماننا دوسرے شخص پر ضروری نہیں ہے۔ حنفی حضرات، امام شافعی وغیرہ کی آراء واجتہادات نہیں مانتے صرف اپنے مفتی بہا اقوال ہی تسلیم کرنے کے دعویدار ہیں۔ صحیح السند قرأتوں میں سے کسی ایک قرأت کا انکار بھی کفر ہے جبکہ کسی غیر نبی کی صحیح السند رائے کا انکار نہ کفر

ہے اور نہ گمراہی بلکہ جائز ہے۔

صحابہ وتابعین کے بہت سے ثابت شدہ فتاوی ایسے ہیں جنہیں حنفی حضرات نہیں مانتے۔مثلاً:

ا: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جنازے میں ہر تکبیر پر رفع یدین کرتے تھے۔(مصنف ابن ابی شیبہ۲۹۶/۳ح ۱۱۳۸۰ وسندہ صحیح)

۲:ابرھیم نخعی و سعید بن جبیر دونوں ، جرابوں پر مسح کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۸۸/۱ح ۱۹۷۷، ۱۸۹/۱ح۱۹۸۹)

۳:ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے عید کی نماز میں بارہ تکبیریں کہیں (مؤطا امام مالک ۱۸۰/۱ح ۴۳۵)

۴:طاؤس رحمہ اللہ تین وتر پڑھتے تھے(تو) ان کے درمیان قعدہ نہیں کرتے تھے یعنی صرف آخری رکعت میں ہی تشہد کے لئے بیٹھتے تھے۔(مصنف عبدالرزاق ۲۷/۳ح ۴۶۶۹ وسندہ صحیح)

اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں، اگر کسی ایک مجتہد کی کوئی رائے نہ ماننا ''لا مذھبیت'' ہے تو دیوبندی و بریلوی حضرات یقیناً لا مذھب ہیں کیونکہ یہ لوگ امام ابوحنیفہ اور فقہ حنفی کے علاوہ دوسرے مجتہدین کی آراء وفتاوی کو علانیہ رد کر دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ:''لیکن سوائے امام اور کسی کے قول سے ہم پر حجت قائم کرنا بعید از عقل ہے'' (ایضاح الادلہ ص ۲۷۶)

سوال (۱۴): کیا بخاری ومسلم کے راوی مقلد (تقلید کرنے والے) تھے؟

جواب: بخاری ومسلم کے اصول کے (یعنی بنیادی) راوی ثقہ ومعتبر علماء میں سے تھے۔عالم کا تقلید کرنا کتاب وسنت و اجماع وآثارِ سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے۔امام ابن حزم نے صحیح بخاری وصحیح مسلم کے بہت سے راویوں کے نام لکھے ہیں جو تقلید نہیں کرتے تھے۔مثلاً

احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ، ابوعبید، ابوخیثمہ، محمد بن یحیی الذھلی، ابوبکر بن ابی شیبہ، عثمان بن ابی شیبہ، سعید بن منصور، قتیبہ، مسدد، الفضل بن دکین، محمد بن المثنی ، ابن نمیر، محمد بن العلاء، سلیمان بن حرب، یحیی بن سعید القطان، عبدالرحمن بن مھدی، عبدالرزاق، وکیع، یحیی بن آدم، ابن المبارک، محمد بن جعفر، اسماعیل بن علیہ، عفان، ابوعاصم النبیل، لیث بن سعد، اوزاعی، سفیان ثوری، حماد بن زید، ھشیم، ابن ابی ذئب وغیرھم

(دیکھئے الرد علی من أخلد إلی الأرض للسیوطی ص ۱۳۶، ۱۳۷)

صحیح بخاری وصحیح مسلم واحادیثِ صحیحہ کے راویوں میں سے صرف ایک راوی کا بھی مقلد ہونا ثابت نہیں ہے۔

سوال (۱۵): اہلِ حدیث کسے کہتے ہیں؟

جواب: دو قسم کے لوگوں کو اہلِ حدیث کہتے ہیں۔

۱: محدثین کرام

۲: حدیث کی اتباع کرنے والے لوگ (یعنی محدثین کرام کے عوام) دیکھئے مجموع فتاوی ابن تیمیہ،

محدثینِ کرام تقلید نہیں کرتے تھے (مجموع فتاوی ابن تیمیہ ج ۲۰ ص ۴۰ والرد علی من أخلد الی الارض ص ۱۳۶، ۱۳۷)

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ:

''**لیس لأهل الحدیث منقبة أشرف من ذلک لأنه ، لا إمام لهم غیره** ﷺ''

اہلِ حدیث کے لئے اس سے زیادہ کوئی فضیلت نہیں ہے کہ نبی ﷺ کے سوا ان کا کوئی (متبوع) امام نہیں ہے۔

(تدریب الراوی ۱۲۶/۲ انوع: ۲۷)

سوال (۱۶): آیت ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل: ۴۳، الأنبیاء: ۷) کا مفہوم و ترجمہ کیا ہے؟

جواب: ترجمہ: اگر تمہیں علم نہیں تو اہلِ علم سے پوچھو

مفہوم: معلوم ہوا کہ لوگوں کی دو قسمیں ہیں:

۱: اہلِ ذکر یعنی علماء ۲: **لا یعلمون** یعنی عوام

عوام پر لازم ہے کہ علماء سے دو شرطوں پر مسائل پوچھیں۔

۱: قرآن و حدیث پر عمل کرنے والا عالم ہو، اہلِ تقلید میں سے نہ ہو۔

۲: یہ پوچھا جائے کہ مجھے قرآن و حدیث سے مسئلہ بتائیں یا اللہ و رسول کا حکم بتا دیں۔

عامی کا عالم کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے جیسا کہ ص ۲ پر گزر چکا ہے۔ عُرفِ عام میں بھی اسے تقلید نہیں سمجھا جاتا کیونکہ دیوبندیوں و بریلویوں کے عوام اپنے مولویوں سے مسئلے پوچھتے اور ان پر عمل کرتے ہیں اور یہ کوئی بھی نہیں کہتا کہ وہ اپنے فلاں فلاں مولوی، جس سے مسئلہ پوچھا ہے، کے مقلد ہو گئے ہیں۔

سوال (۱۷): کیا استاد کے پاس پڑھنا تقلید ہے؟

جواب: استاد کے پاس پڑھنا تقلید نہیں ہے اور نہ اسے کسی نے تقلید کہا ہے۔ مثلاً غلام اللہ خان دیوبندی کے پاس پڑھنے والے شاگردوں کو کوئی دیوبندی بھی غلام اللہ خان کے مقلدین نہیں کہتا، بلکہ اپنا ہم عقیدہ دیوبندی یا حنفی کا حنفی ہی سمجھتا ہے۔

سوال (۱۸): آیت ﴿وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ﴾ (لقمان: ۱۵)

کا کیا ترجمہ و مفہوم ہے؟

جواب: ترجمہ: اور اتباع کر اس کے راستے کی، جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔

مفہوم: اتباع کی دو قسمیں ہیں: (1) اتباع بادلیل (2) اتباع بے دلیل

یہاں اتباع بادلیل مراد ہے جو کہ تقلید نہیں ہے۔ یہ دعویٰ کرنا کہ لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو غیر نبی کی، بے دلیل، آنکھیں بند کر کے اندھا دھند تقلید کا حکم دیا ہے، انتہائی باطل اور جھوٹی بات ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ:

''یعنی المؤمنین'' یعنی تمام مؤمنین کے راستے کی اتباع کر (تفسیر ابن کثیر ۱۰۶/۵)

لہذا معلوم ہوا کہ اس آیت سے اجماع کا حجت ہونا ثابت ہے۔ والحمد للہ

سوال (۱۹): آیت ﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ☆ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ﴾ (الفاتحہ: ۶، ۷) کا ترجمہ و مفہوم کیا ہے؟

جواب: ترجمہ: (اے اللہ) ہمیں صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے، اُن لوگوں کے راستے کی طرف جن پر تُو نے انعام کیا ہے۔

مفہوم: یہاں پر تمام ربانی انعام یافتہ لوگوں کے راستے کا ذکر ہے، بعض انعام یافتہ کا نہیں، لہذا اس آیتِ کریمہ سے اجماع کا حجت ہونا ثابت ہوا۔ یہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ ربانی انعام یافتہ (انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین) کا راستہ اللہ اور رسول کی اطاعت ہے، آنکھیں بند کر کے، کسی غیر نبی کی بے دلیل و بے حجت پیروی نہیں، لہذا اس آیت سے بھی تقلید کا رد ہی ثابت ہے۔ والحمد للہ

سوال (۲۰): آیت ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا﴾ (النساء: ۵۹) کا ترجمہ و مفہوم کیا ہے؟

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اولوالامر کی (اطاعت کرو) پس اگر کسی چیز میں تمہارا تنازعہ ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لے جاؤ اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر اور اچھا طریقہ ہے۔

مفہوم: اس آیت میں اولی الامر سے مراد دو گروہ ہیں: (1) امراء (تمام امراء) (2) علماء (تمام علماء)

تمام علماء کی بادلیل اطاعت کا مطلب اجماع پر عمل ہے۔ لہذا اس سے تقلید ثابت نہ ہوئی، آیت کے دوسرے حصے سے صاف ظاہر ہے کہ تقلید حرام ہے کیونکہ تمام اختلافات و تنازعات میں کسی عالم یا فقیہ کی طرف رجوع کا حکم نہیں بلکہ صرف اللہ (قرآن) اور رسول (حدیث) کی طرف رجوع کا ہی حکم ہے۔　　(ختم شد والحمد للہ)